REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS
FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P. 67.

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد — ۲۱
ایڈیٹر :- محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر :- جاوید اقبال اختر

شمارہ — ۴۶
شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالکِ غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۹ رشوال ۱۳۹۲ ہجری — ۱۶ رنبوت ۱۳۵۱ ہش — ۱۶ رنومبر ۱۹۷۲ ع

اخبارِ احمدیہ

لنڈن ۱۳ رنبوت (نومبر) (بذریعہ تار) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارے میں آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ حضور اقدس نے خطبہ میں تحریکِ جدید کے سالِ نو کے آغاز کا اعلان فرما دیا ہے۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دُعا کرتے رہیں اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی اپنا فضل شاملِ حال رکھے آمین۔

★ — اطلاع موصول ہوئی ہے کہ صاحبزادی امۃ الحکیم صاحبہ بنت حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ لمبے عرصہ سے علیل ہیں۔ اب بہت کمزور ہو گئی ہیں۔ ان کی علالت باعثِ فکر بھی ہے۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

قادیان ۱۴ رنبوت (نومبر)۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

★ — محترم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی قادیان مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ ؎

قادیان میں عید الفطر کی مبارک تقریب

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے نمازِ عید پڑھائی اور پُراثر خطبہ دیا

قادیان ۹ رنبوت (نومبر)۔ پرسوں رات شوال کا چاند ہو جانے کے سبب مقامی طور پر کل بتاریخ ۸ رنبوت بروز بُدھ عید الفطر منائی گئی۔ چاند ہو جانے کا اعلان ہوتے ہی ہر دو مرکزی مساجد کے معتکفین خصوصی عبادت مکمل کرنے کے بعد اپنے اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی تمام دعاؤں کو قبول فرمائے۔

حسبِ اعلان تمام احباب و خواتین سوا نو بجے صبح پارک خواتین (متصل بہشتی مقبرہ قادیان) میں نمازِ عید کی ادائیگی کے لئے جمع ہو گئے۔ جہاں خاطر خواہ طور پر لاؤڈ اسپیکر، مساجد کی دریوں اور خواتین کے لئے پردہ کا انتظام نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے کیا جا چکا تھا۔ ٹھیک ساڑھے نو بجے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے مسنون طریق پر نمازِ عید کا دوگانہ پڑھایا۔ اور بعد میں ایک پُراثر، ایمان افروز خطبہ دیا۔ جسے تمام حاضرین اور خواتین نے پوری توجہ اور انہماک سے سُنا۔

خطبہ کا آغاز فرماتے ہوئے محترم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا :-

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس انسان کو، جس مسلمان کو رمضان میسّر آتا ہے اور وہ اس سے کماحقہ، فائدہ نہیں اٹھاتا اور جیسا داخل ہوا ویسا ہی اس ماہ سے نکل آتا ہے، اس کی بخشش کے سامان نہیں ہوتے وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کرتا۔ یہ اس کی بدقسمتی اور بدنصیبی کی علامت ہے۔ لیکن جو شخص ان ایام میں اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے۔ اور اپنی کمزوریوں پر نظر کرتا ہے، گناہوں کو ترک کرنے کے طریقے اختیار کرتا ہے، رمضان کی برکت سے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور وہ عید کے روز نئی زندگی پا کر نکلتا ہے۔ رمضان کی عبادت اس کے پہلے گناہوں کا کفّارہ ہو جاتی ہے۔

آپ نے فرمایا :-

اب یہ بات تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری عبادت کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسا نہیں کہ اگر اس کے بندے عبادت میں لگ جائیں تو اس کی بادشاہت میں کسی طرح کی زیادتی ہو جاتی ہے۔ یا وہ عبادت کرنے میں کوتاہی کریں تو اس میں کسی طرح کی کمی آجاتی ہے۔ اُس کی ذات تو ان چیزوں سے بے نیاز ہے۔ وہ قدوس ہے۔ سب قسم کی بڑائیوں کا مالک ہے۔ کوئی بُرائی اور نقص اس کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔ جب وہ پاک ذات ہے اور ہر قسم کے نقصوں سے منزّہ ہے تو دیکھنا چاہیئے کہ ایسی ہستی سے تعلق پیدا کرنے کے لئے انسان کو بھی اپنے اندر کس قدر پاکیزگی اور طہارت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ انسانوں میں سے ایک آدمی جو نفاست پسند ہے اگر اتفاق سے اس کے پاس ایک ایسا آدمی آ کر بیٹھ جائے جو میلے کچیلے کپڑوں والا ہے اس کے کان اور دانتوں سے بدبُو آتی ہے تو لازمی بات ہے کہ اسے تکلیف محسوس ہو گی۔ وہ اُسے اپنے پاس بٹھانے میں خوشی محسوس نہیں کرے گا۔ اب دیکھو اگر ایک انسان جو کئی قسم کی کمزوریوں اور غلطیوں کا مجموعہ ہے وہ نفاست پسندی میں بڑھ جاتا ہے اور جسمانی پاکیزگی اختیار کر کے اس کے اندر اس قسم کا احساس پیدا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے بارہ میں یہ سمجھنا کہ ہم لوگ بغیر اپنے آپ کو پاک و مطہر بنانے کے اس کا قرب حاصل کر لیں گے یہ بہت بڑی بھول ہے۔

خطبہ جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ انسان کی طرف سے اس طرح کی پاکیزگی اختیار کرنے کے نتیجہ میں بھی اللہ تعالیٰ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ بلکہ جب انسان اپنے اندر خوبیاں پیدا کر رہا ہوتا ہے تو اس کا فائدہ خود انسان کی ذات کو، اس کے بیوی بچّوں، اس کے معاشرہ اور قوم کو پہنچتا ہے۔ اور اگر دُنیا میں فاسق و فاجر بڑھ جائیں تو دُنیا کے امن و انتظام پر اس کا بُرا اثر پڑتا ہے۔ جیسا کہ اس وقت دنیا اس کا تلخ تجربہ کر رہی ہے۔ اس وقت دُنیا میں کیا ہو رہا ہے، ایک دوسرے کے خلاف منصوبے تیار کئے جا رہے ہیں۔ ذاتی برتری کا احساس بڑھ رہا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دُنیا کے امن کو شدید خطرہ درپیش ہے۔ ایسے وقت میں اسلام کی اس تعلیم کو زیادہ سے زیادہ لوگوں کے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے جو حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان سب کے سب برابر کا درجہ رکھتے ہیں۔ کسی کالے کو گورے پر یا گورے کو کالے پر، کسی مالدار کو غریب پر، کسی عالم کو جاہل پر، اور کسی صحت مند کو بیمار پر کسی طرح کی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ کسی انسان کو برتری اور فوقیت نیکی اور تقوےٰ ہی کے ذریعہ حاصل ہے۔ جو شخص اپنے بنی نوع کے زیادہ سے زیادہ کام آتا ہے اور خدا ترس ہے وہ زیادہ اچھا ہے بمقابلہ اس انسان کے جو ان باتوں کو کچھ بھی عظمت نہیں دیتا۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے اصل موضوع کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا، اب جبکہ ہمیں اپنی زندگی میں پھر ایک بار رمضان گزارنے کا موقعہ ملا، اپنی کمزوریوں کے باوجود اپنی طرف سے ہم نے اس سے فائدہ اٹھانے اور اُن کمزوریوں کو دُور کرنے کے لئے اس کی طرف جھکے۔ اس لئے آئیں ہم سب مل کر دُعا کریں کہ اے خدایا ہم ضعیف ہیں۔ کمزور ہیں۔ تو اپنے فضل سے ہمارے دِلوں میں اپنے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت و عقیدت پیدا کر۔ خدایا! تیرے دین کی اشاعت کے لئے ہم غریبوں اور کمزوروں کے دلوں میں ایک تڑپ ہے کہ تیرا دین دنیا کے اندر جلد پھیل جائے۔ خدایا! اس کے سامان کر اور ہماری کمزور مساعی میں برکت ڈال۔ اور ہمیں ایسی توفیق دے کہ ہم تیرے دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت بجا لا سکیں۔

آپ نے دُعا کرتے ہوئے فرمایا :-

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ وہ توحیدِ خالص جسے تیرے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے دُنیا میں پیش کیا

(باقی صـــ۱۲ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان ؎

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۶ ر نبوت ۱۳۵۱ ہش!

حقیقی مسلمان، نام کے مسلمانوں کی جگہ لے چکے ہیں

مسلمان اس وقت دنیا کی کل آبادی کا ایک چوتھائی بتائے جاتے ہیں۔ یہ تعداد کوئی معمولی نہیں مگر حیرت ہے کہ اس عددی کثرت کے باوجود مسلمان جس قدر ذلیل اور رسوا اس وقت ہو رہے ہیں، شاید ہی کسی وقت ہوئے ہوں۔ اس واضح حقیقت کے باوجود بہت کم ایسا ہوا ہے کہ کسی نے سنجیدگی کے ساتھ اس کی اصل وجوہات تک پہنچنے یا اس کے مرض کا مداوا تلاش کرنے کی سعی کی ہو۔ جس کسی نے بھی اس طرف رُخ کیا وہ بھی چند قدم چل کر رُک گیا۔ آگے چلنے کی جرأت نہیں کی۔ حالانکہ یہی وہ مقام ہے جہاں مسلمانوں کی اصل مرض کا علاج اور ان کی بڑی غلطی کا ازالہ ہو سکتا ہے۔

ہفت روزہ الجمعیۃ دہلی مجریہ ۳ر نومبر ۱۹۷۲ء میں "ورنہ خدا تمہاری جگہ دوسری قوم لائے گا پھر وہ تمہارے جیسے نہیں ہوں گے" کے فکر انگیز طویل عنوان کے تحت قرآنی آیات کی روشنی میں ایک عمدہ جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ مگر یہ جائزہ بھی نا تمام ہے۔ اس لئے کہ اگلی کڑیوں کو چھوا تک نہیں گیا جب تک اس سے ایک قدم آگے نہ بڑھایا جائے۔ اس وقت تک خاطر خواہ نتیجہ نکلنے کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

زیر نظر جائزہ میں بنی اسرائیل کی مثال دے کر واضح کیا گیا ہے کہ کسی طرح ایک وقت میں یہ لوگ اقوام عالم میں مقامِ فضیلت پر فائز تھے مگر کچھ عرصہ بعد انہوں نے ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں کوتاہی کی تو بطور سزا باہمی اختلاف، عناد اور بے حسی کے مرض میں مبتلا کر دیئے گئے۔ حتیٰ کہ قساوتِ قلبی کی بنا پر ان کا یہ حال ہو گیا ہے کہ کوئی نصیحت کی بات ان پر اثر ہی نہیں کرتی تھی۔

جائزہ نگار اس مقام پر لکھتے ہیں:-

"جب نوبت یہاں تک پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو مقامِ فضیلت سے معزول کر دیا۔ اور امت محمدی کو ان کی جگہ پر اس ذمہ داری کا حامل بنایا گیا۔"

اس پر آیتِ کریمہ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ کا حوالہ دیتے ہوئے جائزہ نگار لکھتے ہیں:-

"اب امت محمدی کی یہ حیثیت قرار پائی کہ وہ اقوام عالم کے درمیان کھڑی ہو اور دینِ حق کی گواہی دے۔" "مگر جس طرح بنی اسرائیل کے لئے "فضیلت" ان کا پیدائشی حق نہیں تھا۔ اسی طرح امت محمدیہ کے لئے بھی خیر اُمت ہونا کوئی پیدائشی حق نہیں ہے۔ یہ اس ذمہ داری کے ساتھ بندھا ہوا ہے جس کی وجہ سے انہیں یہ مقام دیا گیا ہے۔"

آگے لکھتے ہیں:-

"حتیٰ کہ امتِ محمدیہ کو اس قساوت کے اندیشہ سے بھی مطلع کر دیا گیا تھا جس میں سابق اہلِ کتاب مبتلا ہوئے:- وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ (حدید - ۱۶)"

صرف یہی نہیں بلکہ لکھتے ہیں:-

"اس سے بھی آگے بڑھ کر انہیں یہ تنبیہ کر دی گئی تھی کہ اگر انہوں نے ذمہ داری ادا کرنے میں کوتاہی برتی تو انہیں بھی اس مقام سے معزول کر دیا جائے گا۔ اور خدا ان کی جگہ کسی دوسری قوم کو اپنے کام کے لئے کھڑا کرے گا۔ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ (محمد - آخری آیت) اور اگر تم رُوگردانی کرو گے تو خدا تمہاری جگہ دوسری قوم لائے گا۔ پھر وہ تمہارے جیسے نہ ہوں گے۔"

جائزہ نگار نے مثال تو برمحل دی ہے اور آیاتِ قرآنی کی ترتیب بھی خوب ہے۔ لیکن بات اسی جگہ ختم نہیں ہو جاتی بلکہ ضرورت تو اس امر کی ہے کہ جرأت کے ساتھ موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کی "تولّی" کا بھی جائزہ پیش کر دیا جائے اور اس قوم کی تلاش کی جائے جو روگردانی کرنے والوں کی جگہ لے چکی ہے۔ تبھی یہ ثابت ہوگا کہ ذمہ داری کی حامل قوم ہی مقامِ فضیلت پر فائز رہ سکتی ہے۔ جب نام کے مسلمانوں نے رُوگردانی کرکے ان ذمہ داریوں کو ادا نہ کیا تو جس صورت میں کہ "فضیلت" ان کا پیدائشی حق نہیں تھا پھر بھی وہ اس مقام پر کس طرح فائز رہ سکتے ہیں۔ اس مقام کی مستحق تو وہی قوم ہے جو ذمہ داریوں کو ادا کرے۔ اب ضرورت ہے اس بات کی کہ اُس قوم کی تلاش کی جائے جو فی زمانہ ان ذمہ داریوں کو کما حقہٗ ادا کر رہی ہے جس سے بگڑے مسلمانوں نے رُوگردانی کر لی۔

اگرچہ جائزہ نگار کو تو اس بات کی ہمت اور جرأت نہیں ہوئی۔ مگر عجب تصرفِ الٰہی ہے کہ الجمعیۃ کے اسی پرچہ میں دوسری جگہ مولانا جلال الدین صاحب کے مضمون میں جو صفحہ ۱۵ پر شائع ہوا ہے، صاف لفظوں میں ذکر کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت دینِ اسلام سے رُوگردانی اختیار کر چکی ہے۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ مضمون نگار نے اِن بگڑے ہوئے مسلمانوں کی جگہ لینے والے حقیقی مسلمان گروہ کی کچھ امتیازی علامات بھی بیان کر دی ہیں۔ مولانا موصوف کے مضمون کا یہ حصہ روئے زمین کے مسلمانوں کو کھلے لفظوں میں دعوتِ فکر دیتے ہوئے انہی امتیازی خصوصیات کے سبب جماعتِ احمدیہ کو تمام فرقہ ہائے اسلامیہ سے ممتاز کر دیتا ہے۔ اگرچہ اس مضمون کا یہ اقتباس قدرے طویل ہے لیکن بڑا ہی جامع اور پُر از حقیقت اور فکر انگیز ہے۔ لکھتے ہیں:-

"ایک طرف یہ واقعہ ہے کہ مسلمان جو بھی رویہ اختیار کرتے ہیں وہ دُنیا والوں کے نزدیک اسلام کا رویہ بن جاتا ہے۔ اور دوسری طرف مسلمانوں کی اکثریت کا یہ حال ہے کہ وہ اسلام سے بہت دُور ہو چکی ہے۔ اس کو صحیح معنی میں اسلام سے واقفیت ہی نہیں ہے وہ یہ بھی نہیں جانتی کہ خدا کے ماننے کا کیا مطلب ہے اور اس کے کیا تقاضے ہیں۔ شرک کسے کہتے ہیں اور توحید کیا ہے۔ کفر کس چیز کا نام ہے اور ایمان کی حقیقت کیا ہے خدا کی اطاعت کے حدود کیا ہیں اور اس کی بغاوت کہاں سے شروع ہوتی ہے۔ رسُول کی اطاعت کیوں واجب ہے۔ اور اس کی نافرمانی سے بچنا کیوں ضروری ہے۔ ان کو خدائے واحد کی عبادت کرنی تھی لیکن انہوں نے [illegible] یعنی عبادت کو بوجھ سمجھ کر اُتار پھینکا ہے۔ ان کو ہر جہالت سے پاک رہنے کی تلقین کی گئی تھی لیکن وہ بے شمار غلط رسوم اور مہمل روایات کے خود سے پابند ہو گئے ہیں ...... ان کے معاملات میں حلال و حرام کی تمیز اُٹھ گئی ہے۔ ان کی معاشرت میں بگاڑ آ گیا ہے۔ ان کی تہذیب میں غیر اسلامی عناصر داخل ہو گئے ہیں۔

یہی نہیں بلکہ آج مسلمانوں میں ایسے افراد بھی کم نہیں ہیں جو کھلے ہوئے اعمالِ شرک میں مبتلا ہیں اور ان کو توحید کے خلاف بالکل نہیں سمجھتے۔ قدم قدم پر ان کی زندگی میں خدا سے بغاوت موجود ہے۔ اور اُن کو اس کا احساس تک نہیں ہے کہ یہ ان کے دین و ایمان کے منافی ہے۔ ان کو جو محبت خدا اور اس کے رسولؐ سے ہونی چاہیئے تھی وہ ان کے دشمنوں سے ہے۔ اور ان کی جو قوتیں دین کی راہ میں صرف ہونی تھیں وہ باطل کے فروغ میں صرف ہو رہی ہیں .... غیر مسلموں میں اسی وقت اسلام کا صحیح تعارف ہوگا اور اس کی دعوت برگ و بار لائے گی جب کہ مسلمانوں کے اندر کم از کم ایک ایسا ممتاز گروہ وجود میں آجائے جو اپنے قول و عمل سے اسلام کا ترجمان ہو جائے۔ جو ہر معاملے میں خدا کا اطاعت گزار ہو۔ جس کا اخلاق اسلامی اخلاق ہو جس کے معاملات خدا کے احکام کے تابع ہوں جس کی معاشرت پر اسلام کی حکومت ہو اور جو اپنے ہر عمل سے یہ ثابت کر رہا ہو کہ وہ خدا کی خوشی کا طالب ہے۔ اور سوائے اُس کے کبھی اور کو خوش کرنا نہیں چاہتا۔"

آگے چل کر خود ہی ایک سوال کرتے ہیں اور جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"شاید آپ یہ پوچھیں کہ مسلمانوں کے اندر ایسے کسی گروہ کا نکل آنا کیا اس کو اتنا اونچا مقام عطا کر دے گا کہ دُنیا اس کو اسلام کا ترجمان سمجھنے لگے؟ کیا اس گروہ میں اتنی وقعت ہوگی کہ دُنیا اسلام کو سمجھنے کے لئے صرف اس کی روش کو دیکھے اور مسلمانوں کی اکثریت سے اس لئے صرفِ نظر کر لے کہ اس کا طرزِ عمل اسلام سے ہٹا ہوا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک ایسا ہی ہوگا۔ اور اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں ہے۔ جب کوئی گروہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق عمل کرنے والا دُنیا کے سامنے موجود ہوگا تو اس کے لئے یہ فیصلہ کرنا آسان ہوگا کہ کون اسلام کا نمائندہ ہے اور کون اس کو چھوڑ چکا ہے۔" (الجمعیۃ دہلی مورخہ ۳ر نومبر ۱۹۷۲ء ص۱۵)

مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ مسلمانوں کی اکثریت دینِ اسلام کی رُوح چھوڑ چکی ہے وہ قرآنی الفاظ کے مطابق واضح رنگ میں تولّی اختیار کر گئی ہے۔ اب یہ لوگ اپنے اسلاف کے صحیح جانشین نہ رہے۔

(باقی دیکھئے ص۸ پر)

خطبہ جمعہ

مؤمنین کو تین محاذوں پر شیطانی حملوں کا مقابلہ کرنے کیلئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے

ایک تربیت کا محاذ ہے دوسرا بیرونی حملوں کا محاذ ہے اور تیسرا نفاق کا محاذ ہے

ہمیں کوشش کرنی چاہیئے اور دعا بھی کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ان تینوں محاذوں پر ہمیں شیطانی حملوں کا مقابلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲ فروری ۱۹۶۸ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ۔

نوٹ:- حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تازہ ترین خطبات چونکہ میسر نہیں ہو رہے لہذا پرانے خطبات ہی احباب کی روحانی غذا اور افادیت کے پیشِ نظر شائع کئے جا رہے ہیں۔ (ادارہ بدر)

تشہد تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے شروع میں

ایک نہایت ہی لطیف اور نہایت ہی شاندار دعا

ہمیں سکھائی ہے، سورۂ فاتحہ کی شکل میں اور اس طرح ابتداء ہی میں ایک عظیم دعا سکھا کر ہمیں اس طرف متوجہ کیا کہ ایک مسلمان کی زندگی کا انحصار دعا اور صرف دعا پر ہی ہے۔ اس کے بعد سورۂ بقرہ میں پہلے قرآن کریم کو ایک عظیم، ایک کامل ایک مکمل کتاب کی شکل میں ہمارے سامنے رکھا۔ اور یہ اعلان کیا کہ یہ عظیم کتاب ہر قسم کے شکوک و شبہات اور نقائص سے مبرا اور پاک ہے۔ اور اس کے بعد امت مسلمہ کو بیدار اور چوکس کیا۔ یہ کہہ کر کہ تم کو ہر وقت تین محاذوں پر، تین فرنٹیرز پر ہوشیاری کے ساتھ شیطان کے حملوں کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ اور اس کے لئے تمہیں ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔

ایک محاذ جس کی طرف ہمیں متوجہ کیا وہ اندرونی محاذ ہے۔

تربیت کا محاذ

تربیت کے محاذ کے دو پہلو ہیں۔ ایک تربیت یافتہ کو تربیت کے اعلیٰ مقام پر قائم رکھنے کی کوشش کرنا۔ اور یہ کوشش کرنا کہ وہ مزید ترقیات روحانی راہوں پر کرتا چلا جائے۔ تربیت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ وہ جو امت مسلمہ میں نئے نئے شامل ہوں بیعت کر کے یا ولادت کے نتیجہ میں، ان کو اسلام کے رنگ میں صحیح طور پر رنگنا اور سچا مسلمان بنانے کی کوشش کرنا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کتاب هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ہے۔ اس میں اس طرف اشارہ کیا کہ تقویٰ کے بلند مقام پر پہنچنے کے باوجود انسان کو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی ضرورت رہتی ہے۔ اور اس ضرورت کو یہ قرآن پورا کر رہا ہے متقیوں کے لئے ہدایت کا سامان اس کے اندر پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون کو دعائیہ الفاظ میں دوسری جگہ اس طرح بیان کیا ہے کہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا۔ کہ ہدایت تیرے فضل سے ہمیں حاصل ہو جائے۔ پھر بھی یہ خطرہ لاحق رہے گا کہ ہمارے دلوں میں کسی قسم کی کجی نہ پیدا ہو جائے۔ پس، ہم تیرے حضور عاجزانہ دعا کے ذریعہ جھکتے ہیں اور یہ التجا کرتے ہیں کہ جب ہمیں ہدایت حاصل ہو جائے۔ صراطِ مستقیم ہمیں حاصل ہو جائے۔ ہمارے دل سیدھے ہو جائیں تو اس کے بعد ہمارے دلوں میں کوئی کجی نہ پیدا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی خطرہ کی طرف بارہا متوجہ کیا ہے۔ میں

ایک مختصر سا اقتباس

اس وقت دوستوں کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:-

"بعض ایسے بھی ہیں کہ اوّل ان میں دل سوزی اور اخلاص بھی تھا مگر اب ان پر سخت قبض وارد ہے اور اخلاص کی سرگرمی اور مریدانہ محبت کی نورانیت باقی نہیں رہی بلکہ صرف بلعم کی طرح مکاریاں باقی رہ گئی ہیں۔ اور بوسیدہ دانت کی طرح اب بجز اس کے کسی کام کے نہیں کہ منہ سے اکھاڑ کر پیروں کے نیچے ڈال دیئے جائیں۔ وہ تھک گئے اور راندہ ہو گئے اور نابکار دنیا نے اپنے دامِ تزویر کے نیچے انہیں دبا لیا۔ سو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عنقریب مجھ سے کاٹ دیئے جائیں گے۔ بجز اس شخص کے کہ خدا تعالیٰ کا فضل نئے سرے اس کا ہاتھ پکڑ لیوے۔ ایسے بھی بہت ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے مجھے دیا ہے۔ اور وہ میرے درختِ وجود کی سرسبز شاخیں ہیں۔"

(فتح اسلام صفحہ ۶۷-۶۸

روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان الفاظ میں اسی حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ ہدایت پا لینے کے بعد اس وہم میں مبتلا ہو جانا کہ اب ہمارے لئے ابتلا آ ہی نہیں سکتا اور شیطان کا ہم پر کامیاب وار ممکن ہی نہیں، یہ غلط ہے۔ متقی بن جانے کے بعد بھی انسان کو ہدایت کی ضرورت رہتی ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھائی کہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا۔ اس میں اس طرف بھی اشارہ کیا کہ کجی سے بچنے اور ہدایت پر قائم رہنے کے لئے جن ہدایتوں کی، جن تعلیمات کی ضرورت ہے وہ قرآن کریم میں پائی جاتی ہیں۔ پس ایسے مواقع کے لئے جو دعائیں قرآن کریم نے سکھائی ہیں جو طریق اس نے بتائے ہیں۔ جو تعلیمیں اس نے دی ہیں، ان سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور دعاؤں کے ذریعہ اور تدبیر کے ذریعہ یہ کوشش کرو کہ ہدایت پانے کے بعد پھر پاؤں نہ پھسلے اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنت میں داخل ہونے کے بعد کہیں ایسا نہ ہو کہ رضا کی ان جنتوں سے نکال دیئے جاؤ۔

پس تربیت کا ایک محاذ تو یہ ہے کہ ساری جماعت کو اس طرف متوجہ رہنا چاہیئے کہ ایک دوسرے کے ممد اور معاون اور ناصر بن کر ایک دوسرے کو لغزشوں سے بچائیں۔ اور اس طرف متوجہ کرتے رہیں کہ دیکھنا کسی موقع پر بھی کبر اور نخوت اور غرور اور ریاء اور استکبار تمہارے اندر پیدا نہ ہو جائے۔ عاجزی کے ساتھ اپنی زندگی کے دن گزارو۔ یہ ایک پہلو ہے تربیت کا۔ اور دوسرا پہلو جو ہے وہ

نئے داخل ہونے والوں یا نئے پیدا ہونے والوں کا محاذ ہے

جب ایک کام ایک لمبے زمانہ پر ممتد ہو تو ضروری ہوتا ہے کہ ایک نسل کے بعد دوسری نسل کی صحیح تربیت کی جاتی رہے۔ تو دوسرا پہلو تربیت کا اطفال کی تربیت، نئے داخل ہونے والوں کی تربیت ہے (اس کی تفصیل میں میں اس وقت نہیں جاؤں گا)۔

بہرحال هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ میں اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں ایک تو یہ فرمایا کہ ہدایت پا جانے کے بعد بھی تمہیں ہدایت پر قائم رہنے کے لئے ایک ہدایت کی ضرورت ہے اور وہ قرآن کریم میں پائی جاتی ہے۔ اور دوسرے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ فرمایا کہ قرآن کریم ہدایت کا سامان

اپنے اندر رکھتا ہے۔ (دوسری جگہ بڑی وضاحت سے اسے بیان کیا ہے) اور اشارۃً بتایا گیا ہے کہ جو ہدایت یافتہ نہ ہوں۔ بڑے ہوں، شعور رکھنے والے ہوں۔ لیکن ابھی ان پر اسلام کی حقیقت واضح نہ ہوتی ہو یا بچپن سے بڑے ہو رہے ہوں اور ابھی اس قسم کا شعور ان کے اندر پیدا نہ ہوا ہو۔ جو بھی صورت ہو۔ نئے سرے سے ہدایت دینے کے سامان قرآن کریم میں پائے جاتے ہیں اور قرآن کریم نے بڑا زور دیا ہے کہ تربیت کے اس پہلو کو ہمیشہ مدِنظر رکھو۔ اور اس میں کبھی غفلت سے کام نہ لو۔

دوسرا محاذ

جہاں ہمیں چوکس رہنا چاہیئے اور اس کی طرف سورہ بقرہ کے شروع میں ہی اللہ تعالےٰ نے ہمیں متوجہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ کے مضمون کے متعلق آیات بیان کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَ اَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ کہ ایک دوسری جماعت یا گروہ وہ ہے (اس کامل کتاب کے نزول کے بعد) کہ جن کے دل اور دماغ اور روح کی کیفیت یہ ہے کہ تم انہیں انذاری پیشگوئیاں بتا کر انذار کرو یا نہ کرو اُن کے لئے برابر ہوگا۔ وہ اس کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوں گے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ایک عظیم نبی کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شکل میں دُنیا کی طرف بھیج دیا ہے اور قیامت تک دنیا کی قسمت کو آپ کے پاک وجود کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔ اور جو شخص آپ کی طرف متوجہ نہیں ہوتا وہ اس دُنیا میں بھی اور آنے والی دُنیا میں بھی گھاٹے میں رہتا ہے۔ اور خُسران پانے والا ہے۔ تو جب تک ان کے ذہنوں کی یہ کیفیت رہے کہ تمہارا ڈرانا نہ ڈرانا ان کے لئے برابر ہی ہو تو اس وقت تک وہ ایمان کیسے لا سکتے ہیں۔ اس لئے تم پر یہ فرض عائد کیا جاتا ہے کہ تم ان کے ذہنوں کی اس کیفیت کو بدلنے کی کوشش کرو۔ اس کے متعلق بھی اللہ تعالےٰ نے بڑی تفصیل سے قرآن کریم میں ہدایتیں دی ہیں۔ ہمیں یہ کہا ہے کہ تمہارے دل میں ایسے لوگوں کے لئے رحم کا جذبہ اس شدت کا پیدا ہو جائے کہ تم ہر وقت ان کے لئے دعائیں کرتے رہو۔ وہ اللہ تعالےٰ کی ناراضگی مول لے رہے ہیں۔ اس کی آواز پر لبیک نہیں کہہ رہے۔ ایک جہنم اپنے لئے پیدا کر رہے ہیں۔ اے خدا! تُو اپنے ان بندوں کو اس جہنم سے نجات دلا۔ ان کی آنکھیں کھول۔ ان کے دلوں کی اس کیفیت کو بدل دے۔

اس کے متعلق جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے بڑی تفصیل سے قرآن کریم نے ہدایتیں ہمیں دی ہیں۔ جَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ کہہ کے عملی نمونہ دکھاؤ۔ وغیرہ وغیرہ سینکڑوں ہدایتیں ہمیں دی گئی ہیں۔ اس محاذ پر بھی ہمیں ہر وقت چوکنا رہنا چاہیئے۔

اس وقت

اسلام پر سب سے زبردست حملہ

عیسائیت کر رہی ہے۔ اور دوسرے نمبر پر دہریت یعنی وہ جو خدا کے وجود سے ہی انکار کر رہے ہیں۔ عیسائیت کو یہ وہم ہو گیا تھا کہ وہ بیسویں صدی کے شروع میں ساری دُنیا کو اس کے لئے جسے وہ خداوند یسوع مسیح کہتے ہیں جیت لیں گے۔ لیکن عین وقت پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالےٰ نے مبعوث فرمایا اور ان کے اس وہم کو دُور کر دیا۔ لیکن ابھی طاغوتی طاقتوں کا سر جو اس شکل میں اور اس رنگ میں ظاہر ہوا تھا پُوری طرح کچلا نہیں گیا۔ اور ڈیسپریٹ (desperate) ہو کر خائف ہو کر اسلام کے خلاف ہر جائز اور ناجائز طریق کو استعمال کرنے پر عیسائیت تُل گئی ہے۔ ایک مثال مَیں دیتا ہوں۔ کچھ عرصہ ہُوا مغربی افریقہ سے یہ اطلاع ملی تھی کہ عیسائیوں کے ایک رسالہ میں یہ مضمون شائع ہُوا ہے۔ ایک بہت بڑے پادری کی طرف سے کہ جو طریق اس وقت تک ہم عیسائی بنانے کے لئے استعمال کرتے آئے ہیں وہ ناکام ہو گئے ہیں۔ ہمیں سوچنا پڑے گا کہ نئے طریق اختیار کئے جائیں۔ کیونکہ ایک لمبے عرصہ کے تجربہ نے ہم پر یہ ثابت کیا ہے کہ ان راہوں سے ہم کامیابی کا مُنہ نہیں دیکھ سکتے اور اس نے یہ مشورہ دیا ہے کہ عیسائیت میں مغربی افریقہ کے رہنے والوں کی روایات اور عادات کے مطابق تبدیلیاں کر دی جائیں۔ یہ لوگ بُت پرست ہیں۔ وہم پرست ہیں۔ جادُو اور ٹونے کے قائل ہیں۔ کچھ اس قسم کے خیالات عیسائیت کے اندر لے آنے چاہئیں تاکہ یہ لوگ عیسائی ہو جائیں۔

ابھی دو ایک ہفتے ہوئے

مشرقی افریقہ سے یہ اطلاع ملی ہے

کہ وہاں بھی پادریوں نے سر جوڑا ہے اور انہوں نے یہ بحث کی ہے کہ جن راہوں کو ہم کامیابی کی راہیں سمجھتے تھے وہ تو ناکامی کی طرف ہمیں لے گئی ہیں اور یہ لوگ عیسائیت کی طرف متوجہ نہیں ہو رہے۔ اس واسطے ان کے ذہن اور ان کی عادتوں اور ان کی روایتوں کے مطابق عیسائی اعتقادات میں تبدیلی کر دینی چاہیئے۔ تاکہ ان لوگوں کو ہم عیسائی بنا سکیں۔ یعنی عیسائیت کا ان پر لیبل لگ جائے۔ چاہے وہ پتھر کی پرستش کرنے والے ہوں۔ چاہے وہ درخت کی پرستش کرنے والے ہوں۔ چاہے وہ جادو اور ٹونے کی پرستش کرنے والے ہوں۔ لیکن عیسائیت کے اندر یہ چیزیں لے آؤ۔ لیبل تو لگ جائے گا کہ عیسائی ہو گئے۔

تو جو مذہب اس قسم کے ہتھیاروں کو استعمال کرنے کی طرف آجائے اس کی حالت کا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ بہرحال اس وقت وہ اپنا پُورا زور لگانے پر تلے ہوئے ہیں کہ ہر جائز اور ناجائز طریق سے اسلام کے خلاف عیسائیت کو کامیاب کریں۔

دراصل ہماری زندگی کا

جماعتِ احمدیہ کی زندگی کا مقصد

ہی یہ ہے کہ اسلام کو تمام ادیان پر غالب کیا جائے۔ اور سب سے بڑا حملہ عیسائیت کے محاذ سے ہو رہا ہے۔ ہمیں اللہ تعالےٰ نے باوجود انتہائی کمزور ہونے کے، باوجود انتہائی غریب ہونے کے، باوجود انتہائی طور پر سیاسی اقتدار سے محروم ہونے کے یہ توفیق عطا کی اپنے فضل سے کہ ہم نے ایک بہت بڑا ریلا عیسائیت کا بیسویں صدی کے شروع میں روک دیا۔ لیکن ہمارا کام ابھی ختم نہیں ہُوا۔ اور نہ وہ وقت آیا ہے کہ ہم سمجھیں کہ ہمیں اپنی قربانیوں کی رفتار کو اب تیز کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ ہم کامیاب ہو گئے ہیں۔ یا یہ کہ کامیابی ہمارے سامنے کھڑی ہے۔ عنقریب ہم کامیاب ہو جائیں گے ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ اس کے لئے بہت زیادہ اور انتہائی قربانیاں ہمیں دینی پڑیں گی۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اسلام کے اللہ کے لئے، جب دلوں کے جیتنے کا سوال ہو تو نصف یا چوتھائی دل جیتنے کا سوال نہیں ہوتا کہ دل آدھے تو شیطان کے رہیں اور نصف خدا کے لئے ہو جائیں۔ سارا ہی دل جیتنا ہے اور سارے ہی دل کو اللہ تعالےٰ کے قدموں میں لا ڈالنا ہے۔ عیسائیت کی طرح ہم یہ تو سوچ بھی نہیں سکتے کہ اسلام کے اندر مداہنت کرتے ہوئے کچھ نرمی کر دیں۔ پورے کا پُورا اسلام انہیں قبول کرنا ہوگا۔ انشاء اللہ۔ اور پورے کے پُورے دل اور رُوح کے ساتھ اور پورے ذہن کے ساتھ ان کو اپنے اللہ کے حضور جھکنا پڑے گا۔ یہ ہماری زندگی، ہمارے قیام کا مقصد ہے جس کے لیئے انتہائی قربانیاں ہمیں کرنی پڑیں گی۔ اللہ اس کی توفیق عطا کرے۔

تیسرا ایک اور محاذ ہے

جس کا ذکر شروع میں ہی اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اور پھر مختلف صورتوں میں کافی لمبی بحث بھی اس مسئلہ پر قرآن کریم نے کی ہے۔ اور وہ ہے نفاق کا محاذ، سورۃ بقرہ کے شروع میں ہی نفاق کے متعلق جب بحث ہوتی ہے تو بہت سی آیتوں میں زیادہ تفصیل سے بات کی گئی ہے۔ کیونکہ نفاق ایک ایسی بیماری ہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو سزا ملتی ہے اتنی بڑی سزا کسی اور گناہ کے نتیجہ میں نہیں ملتی۔ قرآن کریم نے کہا ہے کہ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ یعنی جو سزا خدا کے حضور منافق کے لئے مقدر ہے وہ مشرک کے لئے بھی مقدر نہیں، کافر کے لئے بھی مقدر نہیں۔

اللہ تعالےٰ نے سورۃ بقرہ کی ان آیات میں جو نفاق اور منافقوں کے متعلق ہیں بڑی تفصیل سے ان کی عادتوں اور طریقوں پر بحث کی ہے۔ قرآن کریم نے دوسری جگہ ان آیات کے مضامین کو اور وضاحت کے ساتھ کھولا ہے۔ ہمیں جس بنیادی چیز کی طرف متوجہ کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ منافق مصلح کی شکل میں ہمارے سامنے آتا ہے۔ یعنی اعلان یہ ہوتا ہے کہ مَیں جماعت میں اصلاح کرنا چاہتا ہوں۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ جماعت میں فساد پیدا کیا جائے۔ اس واسطے

بہت ہی زیادہ ہوشیار اور چوکنا رہنے کی ضرورت ہے

اس کے لئے جو بنیادی تعلیم ہمیں دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ خلیفۂ وقت یا امام وقت یا اگر رسول زندہ ہو تو رسُول کے ساتھ چمٹ جاؤ۔ اس کے ساتھ لگے رہو تب تم نفاق کے حملوں سے بچ جاؤ گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پہلے مخاطب تھے قرآن کریم کے اور ابدی زندگی آپ کو عطا ہوئی۔ تو سارا زور اس پر ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ساتھ چمٹو، روحانی طور پر۔ کیونکہ آپ قیامت تک کے لئے زندہ ہیں۔ اس لئے حقیقت یہی ہے کہ اب بھی یہی حکم ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ساتھ آکے چمٹ جاؤ۔ اور آپ کو اسوہ بناؤ۔ منافق کے شر سے بچ جاؤ گے۔ محمد رسول اللہ علیہ وسلم کے نائب اللہ تعالیٰ دنیا میں پیدا کرتا رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب سے بڑے نائب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ محبوب روحانی فرزند کی شکل میں دُنیا کی طرف بھیجا اور پھر ایک سلسلۂ

خلافت دنیا میں قائم کیا۔ اصل چیز تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اصل زندگی تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہے۔ نفاق اور کفر سے بچنے کا اصل ذریعہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار اور محبت ہے۔ اور پھر اُن سے جن کے متعلق خود محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے کہ ان کی اطاعت کرو۔ اور ان سے پیار کا تعلق قائم کرو۔

جو طریق منافق اختیار کرتا ہے

اس پر قرآن کریم نے بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ مثلاً ایک طریق اس کا یہ بتایا ہے کہ وہ یہ اعتراض کرتا ہے کہ ھُوَ اُذُنٌ یہ تو کان ہیں۔ لوگ آتے ہیں کان بھر جاتے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (نعوذ باللہ) اور غلط فیصلے ان سے ہو جاتے ہیں۔ وہ دن اور آج کا دن اور پھر قیامت تک یہی ہوتا رہیگا۔ جو آپ کے عاجز اور ناچیز بندے آپ کے نام پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کھڑے کئے جاتے ہیں بطور نائب کے، بطور خادم کے بطور پیار کرنے والے کے۔ بطور اس ذرۂ ناچیز کے جسے خدا تعالیٰ اپنی دو انگلیوں میں لے۔ اور اعلان کرے کہ اس ذرہ کے ذریعہ مَیں اپنی قدرت کو ظاہر کرنا چاہتا ہوں ان پر یہ اعتراض ہوتے رہیں گے۔ ہو رہے ہیں اور ہوتے چلے جائیں گے۔

تو یہ ایک بڑی واضح علامت اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے منافق ہے۔ کہ کہتے ہیں کہ کان بھرنے والے کان بھر دیتے ہیں۔ اور یہ فیصلہ کر دیتا ہے بغیر سوچے سمجھے حالانکہ جسے اللہ تعالیٰ اس مقام پر کھڑا کرتا ہے اسے فراست بھی عطا کرتا ہے۔ اور وہ فراست بہر حال عام مومن کی فراست سے زیادہ ہی ہوتی ہے، عام مومن کی فراست سے بھی نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ڈرایا ہے مومن کو اللہ تعالیٰ نے بڑی فراست دی ہوتی ہے۔ تو جو مقام ایک مومن کا بتایا گیا ہے تم وہ مقام بھی خلیفۂ وقت کو دینے کے لئے تیار نہیں اور کہتے ہو ھُوَ اُذُنٌ۔ خلیفۂ وقت کی کیا حیثیت ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں؟ جب تمہارے بڑوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں چھوڑا تو تم مجھ پر یا مجھ سے پہلوں پر یا بعد میں آنے والوں پر اس طرح پر اعتراض کرو تو کیا حقیقت ہے اس اعتراض کی؟

اللہ تعالےٰ نے وہاں یہ نہیں جواب دیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُذُن نہیں ہیں بلکہ ان کے اس قول کو صحیح تسلیم کیا ہے کہ ہاں اُذُن ہیں، سُنتے ہیں باتیں۔ مگر اس کے بعد جو فیصلہ کرتے ہیں وہ تمہاری خیر کا ہوتا ہے۔ اور تمہارے لئے شر کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ اور سُننا ضروری ہے کیونکہ ہر جگہ کی ہر قسم کی بات پہنچنی چاہیئے۔ ورنہ صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچا جا سکتا۔ یعنی ہر جگہ سے بات کا کانوں تک پہنچنے سے منافق کا یہ نتیجہ نکالنا کہ اس سے شر پیدا ہوگا، یہ احمقانہ بات ہے کیونکہ خدا کا کوئی بندہ بغیر صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے کوئی کام نہیں کرتا۔ اللہ تعالےٰ خود اس کی راہنمائی کرتا ہے۔ اور صحیح نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اُذُن تو ہے لیکن اُذُنُ خَیْرٍ لَّکُمْ تمہاری بھلائی کے لئے کان ہے۔ جو فیصلہ کرے گا باتیں سُننے کے بعد وہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔

پھر بدظنی کا مادہ

بھی منافق میں ہوتا ہے۔ کہہ دیتے ہیں کہ جی فلاں بات فلاں نے پہنچا دی۔ ابھی کل ہی مجھے ایک شخص نے کہا کہ کوئی شخص کہہ رہا تھا کہ فلاں شخص نے مجھ سے بات سُنی اور کسی اور کی طرف منسوب کرکے وہ بات خلیفۃ المسیح سے کہہ دی۔ حالانکہ اس شخص نے ایک لفظ بھی اس کے متعلق نہ کہا تھا۔ گھر بیٹھے بدظنی کر لی۔ کہ بات کر دی ہو گی جاکے۔

لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر شخص جو منافقانہ بات کرتا ہے ضروری نہیں کہ وہ پکا منافق ہو۔ منافقت کی ایک رگ ہے اس میں۔ اس لئے کوشش کرنی چاہیئے اور دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ اس قسم کی منافقانہ رگ کو دُور کر دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بہت سے منافق طبع بھی تھے اور کمزور بھی تھے اپنے ایمانوں میں۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کو اصلاح کا موقع دیا۔ اور بعد میں وہ بڑے مخلص، قُربانی دینے والے، ایثار کرنے والے بن گئے۔ تو منافقانہ باتوں کو دیکھ کر صحیح نتیجہ جو ہمیں نکالنا چاہیئے وہ یہ ہے۔

(۱) ہم اس قسم کی منافقانہ باتوں کے نتیجہ میں جماعت میں کمزوری نہیں پیدا ہونے دیں گے۔ اور (۲) یہ کہ ہم دعا کے ذریعہ اور تدبیر کے ذریعہ سے اس قسم کے کمزور لوگوں کی کمزوری کو دُور کرنے کی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

درویش فنڈ

جن مخلصین نے درویش فنڈ کے وعدے فرمائے ہیں وہ جلد از جلد ان کی ادائیگی فرمائیں
(ناظر بیت المال آمد قادیان)

رمضان المبارک میں جماعت احمدیہ حیدرآباد کے لیل و نہار

اللہ تعالےٰ کے فضل سے حسب سابق امسال بھی جماعت کی جانب سے نماز تراویح، نماز تہجد سحری اور افطاری اور درس وتدریس کا خصوصی اہتمام کیا گیا تھا۔ جو اوّل تا آخر بخیر وخوبی انجام پذیر ہوا۔ احباب جماعت کثیر تعداد میں شہر کے دُور دراز مقامات سے تشریف لاکر ذوق و شوق کے ساتھ شرکت فرماتے رہے۔ اللہ تعالےٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمادے آمین۔

نماز تراویح ابتدائی تین ایام میں محترم مولوی محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی نائب امیر جماعت احمدیہ نے پڑھائی۔ باقی ایام میں خاکسار اس خدمت کو انجام دیتا رہا۔ رمضان المبارک کے ہر سنیچر اور اتوار کی درمیانی شب کو نماز تہجد کا اہتمام کیا جاتا رہا۔ اور اس موقعہ پر مخیر احباب کی جانب سے جملہ حاضرین کو سحر کرایا گیا۔ اسی طرح ہر اتوار کو مخیر احباب کی جانب سے افطار کا بھی انتظام ہوتا تھا فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے خاکسار نے درس وتدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ ہر اتوار کو بعد نماز فجر درس الحدیث بعد نماز عصر درس القرآن اور بعد نماز تراویح درس الحدیث کا خصوصی پروگرام ہوتا تھا۔ البتہ رمضان المبارک کے پہلے سنیچر و اتوار کو بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے یہ پروگرام عمل میں نہ آ سکا۔ علاوہ ازیں روزانہ بعد نماز فجر قاضی پورہ میں درس القرآن اور نماز تراویح کے بعد مسجد میں درس الحدیث کا سلسلہ جاری رہا۔

لجنہ اماء اللہ کا ماہانہ اجلاس بھی مسجد احمدیہ میں ہی منعقد ہُوا۔ جس میں درس القرآن کا پروگرام رکھا گیا تھا۔ خاکسار نے درس القرآن کے علاوہ چندہ احمدیہ جوبلی ہال اور چندہ تحریک جدید کی ادائیگی کے لئے بھی خصوصی توجہ دلائی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ نے چندہ جات کی وصولی کا خصوصی پروگرام بناکر اسے عملی جامہ پہنایا۔

۲۹ رمضان المبارک کو جماعتی روایات کے مطابق اجتماعی دعا کا بھی پروگرام بنایا گیا۔ بعد نماز عصر درس القرآن کے بعد رقت آمیز اجتماعی دعا ہوئی جس میں کثیر تعداد میں احباب کرام نے شرکت فرمائی۔ بعد نماز فجر درس القرآن کے علاوہ باقی جملہ پروگرام مسجد احمدیہ بی بی بازار میں انجام پاتے رہے۔

۸ نبوت (نومبر) کو نماز عید بھی مسجد احمدیہ کے ملحقہ میدان میں ادا کی گئی مستورات نے بھی بر عایت پردہ شرکت فرمائی۔ بزرگان سلسلہ و احباب کرام دعا فرمادیں کہ اللہ تعالےٰ ان جملہ عبادات کو قبول فرمائے۔ اور احباب جماعت کو دینی و دنیوی انعامات سے وافر حصّہ عطا فرمائے۔

رمضان المبارک سے چند روز قبل محترم سیٹھ رشید احمد صاحب کی ایک حادثہ میں وفات پُوری جماعت کے لئے اور خصوصاً حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب رضؓ اور حضرت سیٹھ محمد حسین صاحبؓ کے نہایت مخلص خاندانوں کے لئے ایک سانحۂ عظیمہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان خاندانوں کی جملہ پریشانیوں کو دُور فرمائے اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کرکے ان غمگین اور محزون قلوب کو اطمینان بخشے۔

رمضان المبارک میں مکرم بشیر احمد صاحب ضمیر کے بیٹے خلیل احمد صاحب کے دونوں پاؤں ریل سے کٹ گئے ہیں۔ یہ بھی بڑا دردناک واقعہ پیش آیا ہے۔ درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے والدین اور جملہ لواحقین کو صبر وسکون عطا فرمائے۔ آمین۔

احمدیہ جوبلی ہال کی تعمیر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک ماہ تک انشاء اللہ تعالیٰ مکمل ہو جائے گی۔ عاجزانہ درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس مقام کو خصوصی رشد و ہدایت کا مرکز بنا دے اور جن احباب نے اس کارِ خیر میں زرِ کثیر خرچ کیا ہے یا کسی قسم کی خدمت سرانجام دی ہے ان سب کے لئے اپنی بے پایاں رحمتوں اور برکتوں کے دروازے کھولے۔ آمین۔

محتاجِ دُعا، خاکسار عبدالحق فضلی
مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدرآباد

رمضان المبارک اور جماعتِ احمدیہ کیرنگ

مقامی طور پر کیرنگ میں رمضان شریف کی برکات سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے حسبِ ذیل پروگرام پر عمل ہوتا رہا:۔ (۱) نماز عشاء اور تراویح سے قبل تفسیر صغیر کا باقاعدہ درس دیا جاتا رہا۔ نمازِ تراویح باجماعت ہوتی رہی۔ مردوں کے علاوہ مستورات اور بچے کثرت سے شامل ہوتے رہے۔ مسجد میں لائٹ اور لاؤڈ اسپیکر کا بہترین انتظام تھا۔ (۲) بعد نمازِ ظہر ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس بھی دیا جاتا رہا۔ (۳) امسال چھ دوستوں کو اعتکاف کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سب کی عبادتوں کو قبول فرمائے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلاتا رہے آمین۔

رمضان شریف میں تین افراد بیعت کرکے داخلِ سلسلہ ہوئے ان کی استقامت کیلئے بھی درخواستِ دعا ہے۔

خاکسار: سید فضلِ عمر کٹکی۔ مبلغ کیرنگ۔

ربوہ کی مقدس سرزمین میں خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا تیسواں (۳۰) سالانہ اجتماع

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے نہایت بصیرت افروز افتتاحی و اختتامی خطاب

اپنے علم و عرفان میں وسعت پیدا کرو اور تدابیر اور دعاؤں کے ساتھ اپنی اہم ذمہ داریوں کو ادا کرو

ربوہ ۶ اخاء (اکتوبر)۔ مورخہ ۵ اخاء ۱۳۵۱ ہش مطابق ۵ اکتوبر ۱۹۷۲ء بروز جمعرات خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا تیسواں سالانہ اجتماع تعلیم الاسلام کالج کے وسیع میدان میں دعاؤں کے ساتھ اور مومنانہ عزم و ہمت کی ان عظیم روایات کے ساتھ شروع ہو گیا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہِ شفقت خود تشریف لاکر ایک نہایت بصیرت افروز خطاب اور اجتماعی دعا کے ساتھ اجتماع کا افتتاح فرمایا۔

حضور نے اپنے ایمان افروز خطاب میں بعض دیگر امور کے علاوہ نہایت مؤثر پیرایہ میں مختصر طور پر اس امر پر روشنی ڈالی کہ علم کن مراحل میں سے گزر کر کامل ہوتا ہے اور عرفان کی شکل اختیار کرتا ہے۔ حضور نے احمدی نوجوانوں کو یہ نصیحت فرمائی کہ وہ دنیا کے بدلے ہوئے حالات کے پیش نظر اپنے عمل کے میدان میں تبدیلی پیدا کریں۔ اور علم، فکر اور عقل کو صحیح رنگ میں استعمال کر کے لوگوں کی راہ نمائی کریں۔ حضور نے فرمایا۔ بدلے ہوئے حالات میں ہماری ذمہ داریوں میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ ان ذمہ داریوں کو ادا کر کے ہی ہم اللہ تعالیٰ کے پیار کے حسین جلوے دیکھ سکتے ہیں۔ اور اپنے مقصد یعنی غلبۂ اسلام کے حصول میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ جو بہرحال مقدر ہو چکا ہے۔

امسال اجتماع کے افتتاحی اجلاس میں شرکت کرنے والی مجالس اور خدام کی تعداد میں سال گذشتہ کی نسبت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے روز ہی نمایاں اضافہ ہو گیا۔ خدام و اطفال کی آمد کا سلسلہ ایک دو روز قبل ہی شروع ہو چکا تھا۔ ۴ اخاء کی شب کو ربوہ کے مقامی خدام نے مقامِ اجتماع میں اپنے اپنے خیمے نصب کرنا شروع کر دیئے تھے۔ ۵ اخاء کی صبح کو تو کثرت سے خدام پہنچنے لگے۔ اور اپنے اپنے ٹکٹ حاصل کر کے پہلے سے مقرر کردہ قطعات میں خیمہ زن ہونے لگے۔ صبح صدر مجلس مرکزیہ محترم چوہدری حمید اللہ صاحب نے مقامِ اجتماع کے جملہ انتظامات کا معائنہ فرمایا اور ہدایات دیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے افتتاحی خطاب کے وقت خدام کے علاوہ انصار صاحبان اور اطفال الاحمدیہ بھی (جن کا علیحدہ اجتماع دفتر مجلس انصار اللہ کے لان میں ہوا) بہت بڑی تعداد میں موجود تھے اور خوبصورت شامیانوں اور قناتوں سے تیار کردہ وسیع و عریض پنڈال سامعین سے پُر ہو چکا تھا۔

حضور کی تشریف آوری

۱۱ بج کر چالیس منٹ پر حضور بذریعہ کار مقامِ اجتماع میں تشریف لائے پنڈال سے باہر صدر مجلس اور دیگر مرکزی عہدیداران نے حضور کا پُرتپاک خیر مقدم کیا جونہی حضور سٹیج پر رونق افروز ہوئے اھلاً و سھلاً و مرحبا اور دیگر اسلامی نعروں کے ساتھ حاضرین مجلس نے حضور کا استقبال کیا۔

کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو مکرم لئیق احمد صاحب طاہر واقفِ زندگی سابق مبلغ انگلستان نے کی۔ بعد ازاں حضور نے خدام سے ان کا عہد دہروایا۔ اور پھر پنڈال کے باہر تشریف لے جا کر اپنے دستِ مبارک سے لوائے خدام الاحمدیہ لہرایا جو کہ ایک بہت بلند پول کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ اس دوران جملہ حاضرین لوائے خدام الاحمدیہ کی طرف رخ کر کے کھڑے رہے اور زیرِ لب دعاؤں میں مصروف رہے اس موقعہ پر حضور نے یہ ہدایت فرمائی کہ آئندہ جب بھی لوائے احمدیت یا لوائے خدام الاحمدیہ لہرایا جائے اس موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند اشعار ضرور پڑھے جائیں۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ کی ہدایت پر آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے یہ چار اشعار پڑھے گئے :۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

لوائے خدام الاحمدیہ کو اپنے دستِ مبارک سے لہرانے کے بعد جب حضور سٹیج پر تشریف فرما ہوئے تو مکرم ناصر احمد صاحب شمس شاہد نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم ؎

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے بعد ازاں حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد اپنا ایمان افروز خطاب شروع فرمایا

حضور کا ایمان افروز خطاب

حضور نے اپنی تقریر کے آغاز میں بتایا کہ ہم نے خدام کی علامت کے طور پر ایک رومال بنوایا ہے جو سیاہ اور سفید رنگ کی دھاریوں پر مشتمل ہے (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسلامی جھنڈے کا یہی رنگ تھا) اس کے ساتھ پلاسٹک کا بنا ہوا ایک چھلّہ ہے جس پر القُدرۃ للہ اور العِزّۃ للہ کے الفاظ کندہ ہیں۔ یہ رومال علاوہ خدام کی علامت کے دیگر کئی فوائد بھی رکھتا ہے۔ خدام کو چاہیئے کہ آئندہ اپنے اجتماعوں کے موقع پر یہ چھلہ میں ڈال کر اپنے گلے میں باندھ لیا کریں اور اس کو حفاظت سے رکھیں۔ چونکہ وقت کم تھا اس لئے سردست ۵۰۰ ایسے رومال بنے ہیں جن میں سے نصف کے قریب خدام کو دے دیئے گئے ہیں۔ (مرکزی عہدیداران و منتظمین اور دیگر بہت سے خدام نے یہ رومال باندھ رکھے تھے) یہ رومال اور چھلّے بڑے تجربوں کے بعد کم سے کم قیمت میں تیار کرائے گئے ہیں۔

حضور نے اس موقعہ پر بتایا کہ لجنہ کی ممبرات اور انصار اللہ کے لئے بھی رومال اور چھلّے تجویز کئے جا رہے ہیں۔

علم کی بیکراں وسعت اور اس کے مختلف مراحل

اس کے بعد حضور نے حصولِ علم کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کے قانون کی وضاحت کرتے ہوئے نہایت لطیف پیرایہ میں بتایا کہ علم اپنے اندر کتنی وسعت رکھتا ہے وہ مختلف مراحل میں گزر کر کامل ہوتا ہے تب اس میں حقیقی حسن اور افادیت جلوہ گر ہوتی ہے۔ ظاہری حواس کے ذریعے ہمیں جو بسیط علم حاصل ہوتا ہے اس کے نتیجہ میں فکر اور پھر ہر فکر کے نتیجہ میں عقل و شعور پیدا ہوتا ہے اور عقل و شعور کے نتیجہ میں پھر مزید علم اور فکر پیدا ہوتا ہے اور یہ چکر چلتا چلا جاتا ہے۔ روحانی میدان میں جو علم و فکر اور شعور پیدا ہوتا ہے اسے ایمان و عرفان اور عملِ صالح کہتے ہیں۔ انسان کی ساری ترقیات اس امر پر منحصر ہیں کہ وہ حقیقی معنوں میں علم حاصل کرے اور پھر فکر و شعور کے ساتھ عملی رنگ میں اس سے فائدہ اٹھائے۔ حضور نے اس ضمن میں فرمایا کہ ہمارے سکولوں اور کالجوں میں جو تعلیم دی جاتی ہے وہ تو علم کی ایک نہایت ہی محدود شکل ہے۔ موجودہ حکومت نے تعلیمی اداروں کو اپنی تحویل میں لینے کا جو فیصلہ کیا ہے اس کی وجہ سے ہمارے لئے موقع پیدا ہو گیا ہے کہ ہم اب علم کے ان اہم شعبوں کی طرف توجہ دیں جن کی طرف پہلے ہم توجہ نہیں دے سکے۔ ہمارے لئے عمل کا میدان وسیع ہو گیا ہے۔ بدلے ہوئے حالات میں ہمیں فکر، تدبر اور دعاؤں کے ساتھ اپنے آپ کو نئے راستوں پر ڈالنا ہوگا۔ ہمیں یہ فکر نہیں کرنا چاہیئے کہ اب کیا ہوگا۔ ہوگا وہی جو خدا کو منظور ہے اور ہمیں خوب علم ہے کہ خدا تعالیٰ نے غلبۂ اسلام بہرحال مقدر کر رکھا ہے اور دنیا کے حالات اس کے حق میں بدل رہے ہیں۔ اصل فکر جو ہمیں ہونا چاہیئے وہ یہ ہے کہ آیا ہم بدلے ہوئے حالات کے مطابق اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر رہے ہیں؟

حضور نے فرمایا احمدی نوجوانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ دنیا کو بڑے پیار بڑی محبت اور بڑی ہمدردی کے ساتھ اس راستہ پر لانے کی کوشش کریں جو اسے خدا کے پیار کا مستحق بنا دے۔ بے شک اس راہ میں تکلیفیں بھی آئیں گی۔ لیکن بہرحال ہمیں نے صحیح علم و فکر اور عقل و شعور کی طرف عمل صالح کی قوت کے ساتھ دنیا کی راہ نمائی کرنا ہے۔ میرے دل میں ہر وقت ایک آگ سی لگی رہتی ہے کہ کس طرح میں آپ کو جھنجھوڑ کر اس مقام پر کھڑا کر دوں جس کے لئے آپ کو بنایا گیا ہے۔ خدا کرے کہ آپ اپنی صلاحیتوں کو پوری طرح کام میں لا کر تدابیر اور دعاؤں کے ساتھ حقیقی ایمان و عرفان حاصل کریں تاکہ آپ نہ صرف خود اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات کے حسین جلوے دیکھیں بلکہ دنیا کو بھی ان سے روشناس کرا سکیں۔

حضور کی یہ نہایت درجہ بصیرت افروز تقریر ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔ جس کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کرائی اور پھر واپس تشریف لے گئے۔

یہ بابرکت اجتماع تین دن تک جاری رہا۔ اور تمام پروگرام بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئے۔ مورخہ ۹ اکتوبر کو اس اجتماع کا آخری دن تھا۔

حضور ایدہ اللہ گیارہ بجکر آٹھ منٹ پر مقامِ اجتماع میں تشریف لائے خدام نے اسلامی نعروں کی پُرجوش گونج سے حضور کا استقبال کیا۔

تقسیم انعامات

اختتامی اجلاس کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا جو مکرم عبد السلام صاحب طاہر شاہد نے کی۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ مبارک سے بلحاظ کارگزاری اول دوئم اور سوئم آنے والی مجالس کو علمِ انعامی عطا کیا۔ اور سنداتِ امتیاز عطا کیں۔ اور مختلف کھیلوں میں ممتاز رہنے والی ٹیموں اور گذشتہ اگست میں منعقد ہونے والی درس القرآن کلاس میں امتیاز حاصل کرنے والے اصحاب کو انعامات تقسیم فرمائے۔

انعامات کی تقسیم کے بعد حضور کے ارشاد پر مکرم صالح محمد خان صاحب شاہد نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اُردو منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

سورۃ التّین کی پُرمعارف تفسیر

اس کے بعد حضور نے

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

قسط نمبر ۱۰

احمدیت — بجواب — قادیانیت

(از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی نائب ناظر تالیف و تصنیف)

حضرت اقدسؑ کی مشغولیت

ندوی صاحب نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ حضرت اقدس سیالکوٹ کی چار سالہ ملازمت کے بعد استعفا دے کر قادیان آ گئے۔ اور بدستور زمینداری کے کاموں میں مشغول ہو گئے۔ مگر اکثر حصہ وقت کا قرآن شریف کے تدبر تفسیروں اور حدیثوں کے دیکھنے میں صرف ہوتا تھا۔ (قادیانیت صہ ۲۴)

اس سے ظاہر ہے کہ آپ ہمیشہ رُو بخدا رہے۔ اور خدا اور اس کے رسول صلعم کی باتوں سے آپ کو دلی لگاؤ تھا۔ اور دنیا کی بجائے یہی اصل مقصود تھا۔

اخلاق و اوصاف

ندوی صاحب نے اس بارے میں لکھا ہے کہ

"مرزا صاحب بچپن ہی سے بہت سادہ لوح تھے۔ دنیا کی چیزوں سے ناواقفیت اور استغراقی کیفیت شروع ہی سے ان میں نمایاں تھی"۔

(قادیانیت، صہ ۲۴)

ندوی صاحب اس استغراقی حالت سے یکسر بیگانے معلوم ہوتے ہیں۔ ورنہ ان کو معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ یہی استغراقی حالت وجوبیت اور فنا فی اللہ کا مقام ہی تو تھا جس نے ایک عالم کو موہ لیا۔ اسی توجہ اور تعلق باللہ نے ندوی صاحب کے ہمنوا علماء مکفرین و مکذبین کے پرخچے اڑا دیئے۔ اور ان کو کسی مقابلہ میں سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور اس طرح انہوں نے واضح طور پر دنیا پر ظاہر کر دیا کہ ان کا خدا تعالیٰ سے کچھ بھی تعلق نہ تھا۔ اور نہ وہ ان کی مدد و تائید پر تھا۔ بلکہ وہ اُن کے مقابلہ میں حضورؑ کی پشت پناہ تھا۔ جن بات کا ندوی صاحب نے ذکر کیا ہے وہ بتلاتے ہیں کہ حضورؑ کو دُنیا اور اس کے مشاغل اور زیب و زینت کے سامانوں سے کچھ بھی رغبت نہ تھی۔ اور ان سے مستفید ہونے کی طرف آپ کی طبیعت مائل نہ تھی۔ اس بات کا ثبوت حضورؑ کا وہ فقرہ بھی ہے جو ندوی صاحب نے کتاب البریہ سے نقل کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ:-

"والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا۔ میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا"۔ (قادیانیت صہ ۲۴)

حضرت اقدسؑ کی صحّت و بیماری

جیسا کہ ندوی صاحب نے حضورؑ کی بعض تحریرات سے یہ دکھایا ہے کہ حضورؑ کو سردرد دوران سر اور کمیٔ خواب اور تشنج دل کی بیماری کے علاوہ ذیابیطس و کثرت بول کی شکایت بھی تھی۔ اور اس بات کی خبر پہلے سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو زرد چادروں کے ذکر سے کر کے بتا رکھا تھا کہ یہ مسیح موعودؑ کی علامات میں سے ہیں۔ سو یہ پیشگوئی حضور کے وجود میں پوری ہو گئی۔ اور باوجود اس شدّت مرض کے خدا تعالیٰ نے صحت مند ہٹّے کٹّے علماء و لیڈرانِ اقوام کے مقابلہ میں آپ سے غیر معمولی کام لیتے ہوئے ۸۴ کتب چیلنجوں کے ساتھ لکھوا کر شائع کروائیں۔ اور اس طرح عالمگیر انقلاب کی بے نظیر بنیاد استوار کی۔ اور شدید مخالفین تک سے دادِ تحسین حاصل کی۔ پھر ان بیماریوں کے باوجود مباہلہ کے میدان میں آنے کے لئے معاندین کو بار بار للکارتے اور اشتہار پر اشتہار جاری کرتے رہے۔ مگر ان معاندین کی حالت ایسی تھی گویا ان کو سانپ سونگھ گیا ہے۔ ہسٹیریا اور مراق کا طعنہ دینے والوں کو یاد رہے کہ علمی اور روحانی مقابلوں میں ہمیشہ اپنے دشمنوں کے چھکّے چھڑا دیئے اور آپ کا سر ہمیشہ اُونچا رہا۔ براہین احمدیہ کے انعامی چیلنج کو کوئی قبول نہ کر سکا۔ اسلامی اصول کی فلاسفی کے مقابلہ میں جملہ مذاہب کو شکست فاش ہوئی۔ عربی کتب کا بھی کوئی جواب نہ دے سکا۔ اہلِ زبان تک کی قلمیں گنگ ہو کر رہ گئیں۔ بے شک حضورؑ کو گھڑی دیکھنا نہ آتی تھی۔ اور انگریزی جوتی کے دائیں بائیں کی آپ کو پہچان نہ رہتی تھی مگر علمی مذہبی میدان میں آپ شیر نر تھے جس کا اعتراف اغیار نے بھی کیا ہے۔ جملہ مذاہب کے موازنہ و مقابلہ میں اپنی پیشگوئی کے بعد آپ کا مضمون "اسلامی اصول کی فلاسفی" قرآنی پیشگوئی لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ کے مطابق غالب رہا۔ اور یہ پیشگوئی آپ کے اس معجزانہ شاہکار کے ذریعہ سے پوری ہوئی۔ اور دشمنانِ اسلام کو ایسی شکست ہوئی کہ وہ ہمیشہ کے لئے مرعوب ہو گئے۔ سوال ہے کہ یہ فتح و غلبہ دیگر صحیح الدماغ علماء اسلام میں سے کسی اور کو کیوں حاصل نہ ہوا؟ کیا وہ حامیانِ دینِ متین نہ تھے؟ کیا اُن کو ورثة الانبیاء اور مثیل انبیاء بنی اسرائیل ہونے اور اپنی روحانیت و علمیت کا دعویٰ نہ تھا؟ یقیناً تھا۔ مگر یہ ان کے بس کا روگ نہ تھا۔ ان کی ہر آواز طبلِ تہی کی آواز ثابت ہوئی اور ان کے ڈھول کا پول ہر میدان میں کھلا۔ خدا تعالیٰ نے ان کی کمریں توڑ دیں۔ اور باوجود اس کے کہ حضورؑ کی طبیعت متحمل شدائد مجاہدات نہیں تھی اور ادنیٰ درجہ کی محنت اور خوض و توجہ سے بگڑ جاتی تھی۔ مگر اللہ تعالےٰ کی نصرت ہر دم آپ کے ساتھ تھی۔ جس کی وجہ سے علاوہ دیگر کاموں کے بہت بڑا تصنیفی کام سرانجام دیا۔ بڑھاپے میں یہ کام کوئی معمولی کام نہ تھا۔ خود ہی کتب تحریر فرماتے اور عموماً خود ہی پروف دیکھتے تھے۔ بلندیٔ ہند تو کجا دیگر ممالک میں سے بھی کوئی اہلِ زبان ان کے سامنے نہ آیا۔

ندوی صاحب کا اعترافِ حقیقت

ندوی صاحب نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ اگرچہ:-

"مرزا صاحب نے اپنی زندگی عُسرت و تنگی اور ایک معمولی حیثیت سے شروع کی لیکن جب دعوت و تحریک نے فروغ پایا اور وہ ایک کثیر التعداد اور مرفّہ الحال فرقے کے رُوحانی پیشوا اور مقتدا ہوئے ان کو پوری فارغ البالی حاصل ہو گئی"۔

(قادیانیت صفحہ ۲۶)

حضرت اقدسؑ کی زندگی

ندوی صاحب نے حضرت اقدسؑ کی مالی آمدنی کو بھی اعتراض کا نشانہ بنایا ہے اور لکھا ہے کہ روپیہ کی کثرتِ آمد پر مرزا صاحب "امیرانہ زندگی گزارنے لگے۔ اُن کو خود بھی اس انقلاب اور ابتدائی اور آخری زندگی کے اس تفاوت کا احساس تھا"۔

(قادیانیت صفحہ ۲۶)

جواب بے شک حضرت اقدسؑ کو پیشگوئی کے مطابق خدا تعالےٰ کی طرف سے ہر قسم کی نصرت ملی۔ اور مخالفت کے باوجود لوگوں اور مال کی آمد ہوئی۔ ندوی صاحب اس غیر معمولی نصرتِ الٰہی کو تو خاطر میں نہیں لاتے۔ مگر صرف روپیہ کی کثرت کا نام امیرانہ زندگی رکھتے ہیں۔ حالانکہ حضور کی زندگی سادہ تھی اور یہ روپیہ سلسلہ کے کاموں میں خرچ ہوتا تھا۔ گورنمنٹ نے انکم ٹیکس کا مقدمہ کیا۔ تحقیق کی اور یہ معلوم کر کے کہ یہ روپیہ سلسلہ کے خیراتی کاموں کے لئے آتا ہے۔ اور انہی میں صَرف ہوتا ہے۔ آپؑ کو ٹیکس معاف کر دیا۔

حضورؑ کی درویشانہ زندگی

ندوی صاحب کو یہ یاد نہیں رہا کہ حضرت اقدسؑ شروع ہی سے صاحبِ جائداد تھے چنانچہ آپنے وہ ساری جائداد قیمتی دس ہزار روپیہ خدمتِ اسلام کے لئے لگا دی تھی۔ اور اس کو براھین احمدیہ کے چیلنج کے ساتھ بطور انعام پیش کر دیا تھا۔ کیا کوئی امیرانہ زندگی کی خواہش رکھنے والا ایسا کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ مسلمان امیروں و علماء میں کتنوں نے ایسا کر کے دکھایا؟ اگر آپؑ چاہتے تو اس جائداد سے اپنی ذات کے لئے ہر قسم کی سہولت پیدا کر سکتے تھے۔ مگر آپؑ نے ایسا نہ کیا بلکہ فقیرانہ اور درویشانہ زمانہ گزارا۔ والد صاحب کی وفات کے بعد وہ جائداد آپ کے بڑے بھائی کے پاس رہی۔ اور آپ نے کبھی اس کا مطالبہ نہ کیا۔

اگر ندوی صاحب کو آپ کی آسودگی اور مرفّہ الحالی زندگی پر اعتراض ہے تو کیا حضرت داؤد علیہ السّلام اور حضرت سلیمان علیہ السّلام اور حضرت یوسف علیہ السّلام پر بھی اعتراض ہے حضرت یوسف علیہ السلام کی ابتدائی تکلیف دہ اور عسرت اور معمولی حیثیت، اور غلامی و قید کی زندگی کے بعد فارغ البالی اور امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ پر بھی وہ نکتہ چینی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کیا ان کی تاریخ میں ان واقعات کا بھی کوئی ذکر موجود ہے یا نہیں؟

حقیقت یہی ہے کہ یہ مال و دولت حضور کو اللہ تعالےٰ کے الہام و پیشگوئی کے مطابق حاصل ہوا۔ اور اس ترقی نے جہاں آپ کی صداقت و تائیدِ الٰہی کو نمایاں کیا وہاں آپ کے دشمنوں کے سینوں کو بھی چھید کر رکھ دیا۔ انہوں نے حکومت کے پاس آپ کے خلاف رپورٹیں کیں مگر وہ اپنے ارادوں میں ناکام رہے۔ ندوی صاحب کو چاہیئے تھا کہ وہ اس کے لئے اوّل المکفّرین مولوی محمد حسین بٹالوی کی تکفیر کے وقت کی ابتدائی شاہانہ زندگی اور پھر مرنے کے وقت کی ذلیل زندگی کا بھی حال لکھ دیتے۔ تا الہام اِنِّیْ مُہِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ کا نظارہ بھی لوگوں کی نظروں کے سامنے آ جاتا اور ان کو حق و باطل میں تمیز کا پتہ لگ جاتا اور اس طرح لوگوں کو ندوی صاحب کی دیانت داری کا علم ہو جاتا۔

اور پتہ لگ جاتا کہ وہ کس نیک نیتی سے حالات کا جائزہ لے رہے ہیں۔ مگر ندوی صاحب اس طرف نہیں آئے۔ یہ ہے عداوتِ حق، جو ان کے سینہ میں بھری ہوتی اور جوش مار رہی ہے۔

یہ کہنا کہ آنحضرت صلعم کی ابتدائی و آخری زندگی برابر تھی درست نہیں۔ ابتداء میں بیشک تنگی تھی مگر فتوحات میں سے پانچواں حصہ ملنے پر آنحضرت صلعم اپنے تمام گھروں میں ایک ایک سال کا غلہ ڈال دیتے تھے۔ اونٹنی کے علاوہ خچر کی سواری بھی کی۔ کوٹ بھی پہنا۔ خوشبو بھی استعمال کی۔ حسب اجازتِ الٰہی نَو ازواج بھی تھیں۔ معاندین اب تک حضور پر اسی طرح عیش پرستی کا الزام لگاتے ہیں جس طرح ندوی صاحب نے حضرت اقدسؑ پر لگایا ہے۔ وہ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ کا مصداق ہیں۔ ہاں جس طرح وہاں نہ تاج نہ تخت تھا، یہاں بھی یہ چیزیں مفقود تھیں۔ اگر وہاں الفقر فخری تھا تو یہاں بھی وہی مسکینی اور زاہدانہ زندگی تھی۔ ہاں حالاتِ زمانہ کے مطابق جو چیزیں عام استعمال میں آتی ہیں وہی حضورؑ کے بھی استعمال میں تھیں۔ آنحضرت صلعم کو اگر نذرانے آتے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی آجاتے تھے جس طرح آنحضرت صلعم کی زندگی دین کیلئے رات دن وقف تھی اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی بھی خدمتِ اسلام کے لئے وقف تھی۔ اور آپ ہر وقت سینہ سپر رہتے تھے۔

نکاح و اولاد

حضورؑ کی دوسری شادی اور جملہ اولاد خدا تعالیٰ کی بشارت سے ہوئی۔ ندوی صاحب نے شادی و اولاد کا ذکر تو کیا ہے مگر انہوں نے ان خدائی تائیدات و نشانات کا نام تک نہیں لیا۔ اور ان کے پاس سے اس طرح گذر گئے ہیں جس طرح کہ ان کو ان کے متعلق کوئی علم ہی نہیں۔ حالانکہ يَتَزَوَّجُ وَيُولَدُ لَهٗ کی پیشگوئی کے مطابق اور حضورؑ کی بشارت کے سبب سے یہ نکاح اور اولاد اسلام کی صداقت اور خدا تعالےٰ کی ہستی و نصرت کا ایک زندہ نشان ہیں۔ جن کی وقعت ندوی صاحب کی نگاہ میں کچھ بھی نہیں۔ وہ تو اسلام کے ان روشن نشانوں کو ایک آنکھ دیکھنا پسند نہیں کرتے، آپؑ کی اولاد میں ہر ایک کی پیدائش خدا تعالےٰ کے الہام و بشارت کے نتیجہ میں ہوئی۔ اس کے مقابلہ میں عبد الحق غزنوی ثم امرتسری کے ہاں اولاد نہ ہونے کی پیشگوئی بھی بڑی شان سے پوری ہوئی۔ حضورؑ نے اسے مخاطب کرکے اعلان فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ ہمیں ایک لڑکا دے گا اور فرمایا تھا کہ اگرچہ مولوی عبد الحق نے اپنے بھائی کی بیوہ پر قبضہ کر لیا ہے مگر اس کے ہاں کوئی مرا ہوا چوہا بھی پیدا نہ ہوگا۔ اگر کوئی مرا ہوا چوہا بھی پیدا ہو جائے تو میں جھوٹا ہوں۔ اس کے بعد یہ پیشگوئیاں اطلاع کے مطابق پوری ہوئیں اور دشمنوں کو ذلت پہنچی اور وہ لوگوں کو اپنی صورت دکھانے کے قابل نہ رہے۔ چنانچہ اپنی تائیدات کا ذکر مولوی عبد الحق صاحب غزنوی کے سامنے کرکے حضورؑ فرماتے ہیں:-

"یہ تائیداتِ الٰہی ہیں یا یہ کہ حقیقی بھائی مرا اور اس کی بے چاری بیوہ عورت کو اپنی طرف گھسیٹ لیا اور باکرہ کے ملنے سے ساری عمر ہی نامراد رہے۔ واہ ری برکات اور واہ ری شرم۔ اور ابھی اس بیوی سے اولاد ہوتی نہیں، پہلے سے دعویٰ ہے کہ ضرور ہوگی۔ پھر ابھی سے اس خیالی پلاؤ کو مباہلہ کا اثر بھی سمجھ لیا ہے۔ واہ رے شیخ چلی کے بڑے بھائی۔ ہاں یہ واجب ہے کہ اولاد کے لئے دن رات ہمت کرتے رہو۔ اگر کوئی مردہ لڑکی ہی پیدا ہو تو بے شک کہہ دینا کہ مباہلہ کا اثر ہے افغانی جرگہ میں یہ بات سُنی جائے گی"

نوٹ۔ "اولاد کے بارے میں میاں عبد الحق نے کوئی الہام تو پیش نہ کیا صرف طول امل ہے لیکن ہم کو اس بارے میں بھی الہام ہوا اور اللہ جلّ شانہٗ نے بشارت دی اور فرمایا اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ یعنی ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں"

(انوار الاسلام صفحہ ۴۲)

اس کے مطابق حضرت مرزا صاحبؑ کے ہاں حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ہوئی اور پیشگوئی پوری ہو کر تائید الٰہی ظہور میں آئی بعد میں حضورؑ نے یہ بھی اعلان فرمایا کہ اگر مولوی عبد الحق غزنوی کی بیوی حلفیہ اعلان کرے کہ اس کے ہاں کوئی مرا ہوا چوہا پیدا ہوا ہے تو میں اسے یکصد روپیہ انعام دینے کے لئے تیار ہوں۔ (حقیقۃ الوحی) مگر اس کی طرف سے ایسا کوئی حلفیہ بیان شائع نہ ہوا۔ اس کے باوجود وہ حق کو قبول کرنے کے لئے آمادہ نہ ہوئے۔ ایسا ہی حضورؑ نے اپنے چوتھے لڑکے مبارک احمد کی پیدائش کی پیشگوئی فرمائی اور ضمیمہ انجام آتھم میں اس کے متعلق اعلان فرمایا کہ:-

"ایک چوتھے لڑکے کے لئے متواتر الہام کیا اور ہم عبد الحق کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ نہیں مرے گا جب تک اس الہام کا پورا ہونا نہ سُن لے اب اس کو چاہیئے کہ اگر وہ کچھ چیز ہے تو دعا سے اس پیشگوئی کو ٹال دے" (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۸)

چنانچہ چوتھے لڑکے کی پیدائش مولوی صاحب کی زندگی میں تھوڑا عرصہ بعد ہو گئی اور خدا کی بات پوری ہو گئی۔ اور دشمنوں کی ذلت کا موجب بنی۔ اس بارے میں تریاق القلوب صفحہ ۱۳۷ پر حضورؑ نے تحریر فرمایا:-

"ایک اور امر عظیم الشان ہے جو اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کی میعاد میں ظہور میں آیا۔ جس سے اشتہار مذکورہ کی پیشگوئی کا پورا ہونا اور بھی وضاحت سے ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ پیشگوئی جو چوتھا لڑکا ہونے کے بارے میں ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۵۸ میں کی گئی تھی جس کے ساتھ یہ شرط تھی کہ عبد الحق غزنوی جو امرتسر میں مولوی عبد الجبار غزنوی کی جماعت میں رہتا ہے نہیں مرے گا جب تک یہ چوتھا لڑکا پیدا نہ ہولے۔ وہ پیشگوئی اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کی میعاد کے اندر پوری ہو گئی اور وہ لڑکا بفضلہ تعالےٰ پیدا ہو گیا جس کا نام بفضلہ تعالےٰ مبارک احمد رکھا گیا۔ اور جیسا کہ پیشگوئی میں شرط تھی کہ عبد الحق غزنوی زندہ ہوگا کہ چوتھا لڑکا پیدا ہو جائے گا ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اور اب اس وقت تک کہ ۵ دسمبر ۱۸۹۹ء ہے ہر ایک شخص امرتسر میں جاکر تحقیق کر لے کہ عبد الحق اب تک زندہ ہے پس اس میں کیا شک ہے کہ یہ صاف صاف اور کھلی کھلی پیشگوئی محمد حسین اور اس کے گروہ کی عزت کا موجب نہیں ہو سکتی .... یہ ایک تائیدِ الٰہی ہے جو بجز صادق انسان کے اور کسی کے لئے ہرگز نہیں ہو سکتی"

کیا ندوی صاحب ان نشانات و تائیداتِ الٰہیہ سے فائدہ اٹھائیں گے؟

علماء کی طرف سے مخالفت و تکذیب

ندوی صاحب نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو علماء اسلام نے ان کی تردید و مخالفت شروع کی۔

(قادیانیت صفحہ ۲۸)

حالانکہ اس کے برخلاف وہ پہلے لکھ چکے ہیں کہ دعوے کے بعد لوگوں نے حالات کی سازگاری کی وجہ سے ان کی طرف خوب توجہ کی اور ان کی باتوں سے متاثر ہوئے۔ لوگ پہلے ہی سے ایسے مدعی کے منتظر تھے۔ خیر انہوں نے یہ تو تسلیم کر لیا کہ حضرت اقدس علیہ السلام کی مخالفت ہوئی اور وہ بھی علمائے اسلام کی طرف سے۔

(باقی)

حقیقی مسلمان، نام کے مسلمانوں کی جگہ لے چکے ہیں بقیہ اداریہ صـ (۲)

جس طرح بنی اسرائیل کی طرف سے اس ذمہ داری کے ادا نہ کرنے کی صورت میں انہیں مقامِ فضیلت سے محروم کر دیا تھا اور اُن کی جگہ امتِ محمدیہ کو کھڑا کر دیا گیا اسی طرح سورۃ محمدؐ کی آخری آیت کے مطابق جب خود امتِ محمدیہ کی اکثریت بگڑ گئی اور دینِ اسلام کی روح سے روگرداں ہو گئی تو خدا تعالیٰ نے ان کی جگہ ایک اور قوم کو کھڑا کر دیا جو اپنے اعمال و عقائد کے لحاظ سے قطعاً اُن جیسے نہیں ہیں بلکہ وہ تو اسلام کے صدرِ اوّل کے مسلمانوں اور پاک محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے قدم پر قدم رکھنے والے ہیں۔

اور بمطابق بیان کردہ معیار مولانا جلال الدین صاحب اس گروہ کے کردار نے بجائے خود دنیا پر واضح کر دیا کہ یہی گروہ بمقابلہ اکثریت کے درجۂ امتیاز رکھتا ہے۔ اور دنیا ان کے عملی نمونہ میں اسلام کا صحیح نمونہ دیکھ رہی ہے۔ چنانچہ اس کی واضح مثالیں افریقہ اور یورپین ممالک میں دیکھی جا سکتی ہیں جہاں احمدیت کے مبلغین نصف صدی سے اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں شب و روز مصروف ہیں خدا تعالیٰ نے ان کی للّٰہی خدمات کو ایسا نوازا ہے کہ ان سب ممالک میں اسلام کی صحیح نمائندگی کرنے کا شرف صرف اور صرف انہی سعادت مندوں کو حاصل ہے۔

پس یہ بات ببانگِ بلند کہی جا سکتی ہے کہ حقیقی مسلمانوں نے جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں اُن نام کے مسلمانوں کی جگہ لے لی ہے جو دینِ اسلام کو اپنے بُرے نمونہ سے بدنام کر رہے ہیں اور دین کی تبلیغ و اشاعت کے رستہ میں اپنے غلط کردار کے سبب بہت بڑی روک بنے ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق ان بے عمل لوگوں کو اس مقامِ فضیلت سے گرا دیا اور اب احمدیوں کو اس عزت کے مقام پر فائز کر دیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت ہر چشمِ بینا کے سامنے حقیقتِ حال کھول کر بتا رہی ہے بشرطیکہ کوئی اس طور پر غور و فکر کیلئے تیار ہو!! اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ !!

اذکروا موتاکم بالخیر

مرحوم سندھی صاحب کا ذکرِ خیر

از مکرم مولوی محمد منوّر صاحب فاضل احمدیہ مسلم مشنری الکبابیر (اسرائیل)

محترم جناب عثمان حسن سندھی صاحب رمضان المبارک کے شروع میں تقریباً اسّی سال کی عمر میں جام نگر۔ گجرات (بھارت) میں انتقال فرما گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

خاکسار کی ان سے پہلی اور آخری ملاقات ستمبر ۱۹۵۸ء میں شمالی روڈیشیا میں ہوئی جبکہ خاکسار نیروبی (مشرقی افریقہ) سے سواحیلی ترجمۃ القرآن اور دیگر سواحیلی کتب کی فروخت واشاعت کے لئے شمالی روڈیشیا اور نیاسا لینڈ کے دو ماہ کے دورہ پر گیا تھا۔ نڈولا اور لوساکا میں ایک ایک ہفتہ قیام کے بعد یہ عاجز فورٹ جیمسن پہنچا جو خالص مسلمان آبادی کا شہر تھا اور تمام تجار ہندوستان کے مختلف شہروں سے آکر وہاں آباد ہوئے تھے اس خوبصورت شہر میں ایک ہفتہ قیام کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور دیگر اسلامی موضوعات پر تقاریر کرنے کا موقعہ ملا جنہیں اہالیانِ شہر نے پسند کیا جسنِ اتفاق سے جنوبی افریقہ سے نکلنے والے انگریزی رسالہ مسلم ڈائجسٹ کے مالک محمد مکی صاحب بھی اسی عرصہ میں وہاں پہنچے اور اسی جگہ قیام کیا جہاں خاکسار مقیم تھا۔ محمد مکی صاحب اس سے قبل جماعتِ احمدیہ کے خلاف ایک سلسلۂ مضامین اپنے ڈائجسٹ میں شائع کر چکے تھے۔ اور اب چندہ خریداری وصول کرنے وہاں گئے تھے۔ شہر کے مسلمانوں نے ان سے کہا کہ جس جماعت کے خلاف آپ لگاتار لکھتے رہے ہیں اس کا ایک مبلغ یہاں موجود ہے اور آپ بھی آ گئے ہیں۔ اس لئے مناسب ہوگا کہ آپ ان سے ہماری موجودگی میں بحث کریں۔ مگر مکی صاحب اس پر آمادہ نہ ہوتے بلکہ میری تقاریر کی تعریف کرتے رہے اور کہتے رہے کہ یہ ٹرینڈ مشنری ہیں اور میں صرف ایک تاجر ہوں۔ ان کا کیسے مقابلہ کر سکتا ہوں۔

انہی ایام میں محترم سندھی صاحب سے بھی تعارف ہوا۔ جنہوں نے مسجد احمدیہ کمپالہ کے لئے جو اس وقت زیرِ تعمیر تھی کچھ مالی امداد بھی دی۔ مرحوم سندھی صاحب کو تبلیغ کا بے حد شوق تھا۔ اور انجمن اشاعتِ اسلام لاہور سے انگریزی مذہبی لٹریچر منگوا کر افریقن اور یورپین عیسائیوں میں تقسیم کرتے رہتے تھے۔ اس لٹریچر سے متأثر ہونے کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل تھے۔ لیکن مسئلہ نبوت وخلافت ابھی ان پر واضح نہیں تھا۔

خاکسار فورٹ جیمسن سے براستہ لیلونگوے، نیاسا لینڈ چلا گیا۔ (جو آزادی کے بعد ملاوی کہلاتا ہے)۔ اور وہاں سے کینیا واپس پہنچ گیا۔ مگر محترم سندھی کو جماعت کا انگریزی اخبار ایسٹ افریقن ٹائمز اور دیگر انگریزی لٹریچر باقاعدگی سے بھجواتا رہا۔ جماعتِ احمدیہ سے تعارف کے بعد وہ اس سے قریب سے قریب تر ہوتے گئے اور سنہ ۱۹۶۰ء میں خلافتِ ثانیہ کی بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئے۔ اور اپنا چندہ نیروبی بھجواتے رہے۔ ایک سال کے بعد انہوں نے حصّہ آمد وجائداد کی وصیّت کردی۔

اسی اثناء میں ملکی اور سیاسی حالات کی وجہ سے ہمارا مشرقی افریقہ کا مرکز تین حصوں میں بٹ گیا اور خاکسار مرکز کے حکم کے مطابق ٹانگانیکا مشن کا چارج لینے کے لئے دار السلام چلا گیا۔ اس کے بعد سے مرحوم سندھی صاحب نے اپنا چندہ دار السلام بھجوانا شروع کر دیا۔ کیونکہ وسطی افریقہ کے تمام علاقے ٹانگانیکا مشن سے ملحق کر دیئے گئے تھے۔ مرحوم چونکہ اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے اور اس وقت ان کی عمر ساٹھ سال سے متجاوز تھی اس لئے خاکسار نے انہیں لکھا کہ وہ اپنا حصّہ جائداد اپنی زندگی ہی میں ادا کردیں ورنہ بعد میں وصیت کی تنفیذ مشکل ہوگی۔ انہیں یہ تجویز پسند آئی اور انہوں نے اپنی شمالی روڈیشیا اور بھارت کی جائداد کا اندازہ لگا کر قریباً بیس ہزار شلنگ آہستہ آہستہ دار السلام بھجوایا۔ فجزاہُ اللہ احسن الجزاء۔

ہر بار چندہ بھجواتے وقت اپنی وصیت کی منظوری کے بارے میں ضرور دریافت کرتے۔ اور خاکسار انہیں اطمینان دلاتا کہ انشاء اللہ تعالےٰ ان کی وصیّت منظور ہوجائے گی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے انہیں ایسی توفیق دی کہ وصیت کی منظوری سے قبل ہی اپنا سارا حصّہ جائداد ادا کر دیا بعد میں انہیں وصیّت کا سرٹیفیکیٹ بھی مل گیا۔ اور ان کی تسلی ہوگئی۔

شمالی روڈیشیا انگریز کی حکومت سے آزاد ہو کر زمبیا بن گیا اور افریقن حکومت نے غیر ملکی تجّار کو نکالنے کے لئے ان پر پابندیاں عائد کر دیں۔ محترم سندھی صاحب ٹرانسپورٹ کے علاوہ زراعت کا کام بھی کرتے تھے۔ اور زرعی پیداوار خرید کر محفوظ کرنے کے لئے ملک کے اس حصہ میں ان کے سٹور موجود تھے۔ نئے قوانین کے مطابق انہیں زرعی پیداوار خریدنے کی اجازت نہ ملی۔ نہ ہی ٹرانسپورٹ کے لائسنس کی تجدید ہوئی۔ اس لئے کام تقریباً بند ہوگیا۔ البتہ حکومت نے انہیں اجازت دی کہ اپنی جائداد فروخت کر کے اپنی ساری رقم ساتھ لے جا سکتے ہیں۔ خاکسار چونکہ اس وقت رخصت پر وطن جا چکا تھا اس لئے ان حالات سے بے خبر رہا۔ رخصت گزار کر جب واپس دار السلام پہنچا تو متعدد احباب سے دریافت کرنے کے باوجود مرحوم کے بارے میں کوئی علم نہ ہوسکا۔

سالِ رواں میں جب دار السلام سے تبدیل ہو کر اسرائیل آیا تو اچانک مرحوم کا ۱۹ فروری کا نوشتہ خط دار السلام سے ہوتا ہوا ۲۵ جون کو یہاں پہنچ گیا۔ اس میں انہوں نے لکھا کہ وہ اپنے شہر جام نگر پہنچ چکے ہیں۔ لیکن وہاں وہ اکیلے احمدی ہیں۔ کسی قریبی جماعت کا علم نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنا وصیت کا چندہ ادا نہیں کر سکتے۔ خاکسار نے اگلے ہی روز انہیں حضرت امیر صاحب جماعتِ احمدیہ قادیان کا پتہ بھجوا دیا۔ نیز حضرت امیر صاحب کی خدمت میں بھی ان کے بارے میں قدرے تفصیل سے عرض کیا۔ اور ان سے رابطہ پیدا کرنے کی درخواست کی۔ حضرت مولانا صاحب موصوف نے فوراً ہی انہیں خط لکھا اور جماعتی لٹریچر بھجوایا اور مرحوم نے سارا حساب کر کے اپنا چندہ مرکز میں بھجوا دیا۔ اور خاکسار کو بھی اپنے قلبی اطمینان سے بذریعہ خط آگاہ کیا

اپنے آخری انگریزی خط میں جو انہوں نے ۷ جولائی کو لکھا، اپنی بیماری کی تفصیل بھی لکھی کہ بائیں جانب کندھے سے کمر تک انہیں درد رہتا ہے۔ ۱۹ فروری سے آواز بہت دھیمی پڑ گئی ہے۔ جب راجکوٹ جا کر ایکسرے کروایا تو معلوم ہوا کہ دل کا حجم بڑھ گیا ہے اور دل سے ایک رگ گلے کی طرف آتی ہے جس نے آواز کو متاثر کیا ہے ڈاکٹروں نے انہیں بتایا کہ یہ مرض لاعلاج ہے اس کے بعد مرحوم نے لکھا۔ "اب میرا بڑھاپے کا وقت ہے اور بڑھاپے میں کمزوری اور بیماری بڑھ جاتی ہے۔ مَیں اللہ تعالےٰ سے بہت ڈرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ میرے گناہ معاف فرمائے اور جب مَیں اس دنیا سے چلا جاؤں تو خاص فضل اور رحمت سے مجھ سے معاملہ کرے۔ مجھے امید ہے کہ میرے مرجانے کے بعد آپ میرے لئے دعا کریں گے۔"

رمضان المبارک کے وسط میں جب خاکسار نے انہیں خط لکھا اور عید مبارک بھی۔ مگر جلد ہی حضرت امیر صاحب کی طرف سے خط آ گیا کہ جناب سندھی صاحب ۱۲ اکتوبر کو رمضان کے مبارک مہینہ میں وفات پا گئے ہیں۔ انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔ نیز تحریر فرمایا:-

"بہت مخلص احمدی تھے۔ انہوں نے اپنا سارا حصہ جائداد ادا کر دیا تھا۔ خدا تعالیٰ ان کو جنّت الفردوس میں جگہ دیوے۔"

خاکسار جب بھی مرحوم کے حالات پر غور کرتا ہے، دل میں ایک قسم کا یقین پیدا ہوجاتا ہے کہ مشیّتِ ایزدی نے انہیں حق کی شناخت کے لئے تیار کر رکھا تھا۔ اور ان کی روح جنت میں داخل ہونے کے لئے بے تاب تھی۔ خلافتِ حقہ کی بیعت کے بعد مالی قربانی میں اتنی سُرعت سے آگے قدم بڑھایا کہ اس کے تصوّر سے رُوح وجد میں آجاتی ہے۔ انجیل میں لکھا ہے کہ ایک مالدار آدمی حضرت مسیح علیہ السلام کے پاس آکر نصیحت کا طالب ہوا۔ اور انہوں نے اُسے مالی قربانی کی طرف توجہ دلائی تو وہ مایوس ہو کر واپس لوٹ گیا اور حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا، "اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے گذرنا آسان ہے، لیکن مالدار کا خدائی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہے۔" مگر اللہ تعالےٰ نے اپنے پیارے مسیح محمدی کے لئے ایسی روحیں تیار کر رکھی ہیں۔ جو باوجود مالدار ہونے کے اپنے مالوں کو اشاعتِ حق کے لئے اس طرح بے دریغ نچھاور کرتی ہیں گویا انہیں اپنے مال سے عداوت ہے۔ مرحوم سندھی صاحب بھی مخلصین کی اسی جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ قارئینِ بدر سے ان کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ نیز یہ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان کے خاندان اور علاقہ کے دوسرے افراد کو بھی حق قبول کرنے کی توفیق بخشے۔

اَللّٰھُمَّ آمِین

وِلادت

برادرم مکرم جلال الدین صاحب نیّر انسپکٹر بیت المال کو اللہ تعالیٰ نے بتاریخ ۱۳ نومبر ۷۲ء دوسرا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے "مصباح الدین" نام تجویز فرمایا ہے احباب جماعت زچّہ وبچہ کی صحت وسلامتی اور نومولود کے خادمِ دین ہونے کیلئے دعا فرمادیں (خاکسار جاوید اقبال اختر)

منقولات

سائنس اور جرم — مقابلے کے میدان میں

ہر عصر سے مجرموں اور جاسوسوں کے درمیان ذہانت کی رسہ کشی ہو رہی ہے۔ مجرم جُرم کا سراغ مٹانے میں اور نئے نئے طریقوں سے جُرم کرنے میں تُلے ہوئے ہیں اور جاسوس حیرت انگیز طریقوں سے سراغ لگا رہے ہیں۔ جرم کا سراغ لگانے کے لئے نئے نئے سب سے بہتر، حالیہ اور مؤثر طریقہ سائنس ہے۔ گزشتہ تیس سالوں سے سائنسدانوں کی ایک جماعت جرائم کا پتہ لگانے کیلئے نئے نئے طریقے اور عجیب و غریب آلات بنانے میں لگی ہے۔ ایٹم سے بھی جرم کے میدان میں کام لیا جا رہا ہے۔

جرمنی کے ایک سائنسداں نے ایک طریقہ نکالا ہے جس کی مدد سے وہ دھندلے سے دھندلے انگلیوں کے نشانات واضح کر سکتا ہے۔ امکانی جگہ پر ریڈیو ایکٹو رئم بکھیر کر ایک مخصوص کیمرے سے فوٹو لئے جاتے ہیں۔

امریکہ کی سائنس اکیڈمی مجرموں کے ذریعہ نادانستہ طور پر چھوڑی گئی معمولی معمولی چیزوں مثلاً کپڑے کے ذرا سا ٹکڑا، بال، کاغذ، سگریٹ کا ٹکڑا، جوتہ کے تلے کا حصہ وغیرہ بیکرا ایٹمی ذرات کے ذریعہ تحقیقات کرتی ہے۔ ایک مقتول کے ہاتھ میں قاتل کے بال کا ذرا سا ٹکڑا دیکھ کر سائنس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ مشتبہ قاتل کے سر کا بال تھا۔ افیون پر ایٹمی تجربات کے ذریعہ تحقیقات کر کے سُراغ رسانوں نے یہ معلوم کر لیا تھا کہ وہ ناجائز افیون کون سے ملک میں پیدا ہوئی تھی اور اس تحقیق کی بنیاد مٹی کے ذرات تھے جو افیون میں شامل تھے۔ لاش کے کپڑوں پر لگی گرد کے تجزیہ سے کئی معاملوں میں یہ معلوم کیا گیا کہ مقتول اس شہر کا نہ ہو کر کہاں کا تھا۔

نقلی دستاویزات کے سلسلہ میں بھی یہ تجربہ بہت کامیاب رہا ہے۔ کاغذ کی عمر، روشنائی کی فطرت اور معمولی سے معمولی تبدیلی بھی اس تجربہ کی زد سے نہیں بچ سکتی۔ خوردبین سے یہ سب کچھ معلوم کرنا ممکن نہیں تھا۔ مجرم جہاں ایک طرف دستاویزی کاغذات پر ایک قسم کے تیل سے واٹر مارک تک ڈال لیتے ہیں اور بڑی صفائی سے الفاظ کو مٹا دیتے ہیں وہاں سائنس داں بھی بڑی کامیابی کے ساتھ اس تبدیلی و تحریف کا پتہ لگا لیتے ہیں۔ اب مجرم کی یہ کوشش کہ وہ نئے کاغذ کو پُرانا سا بنا دے کامیاب نہیں ہو سکتی۔ انگلینڈ کے مشہور شاعر ٹینی سن کے ۱۸۴۲ء کے مجموعہ کلام کی کچھ جلدیں دیکھ کر اصلی پبلشر نے مقدمہ چلا دیا تھا اور تحقیقات سے پتہ لگایا تھا کہ ناجائز طریقہ سے چھاپی ہوئی کتاب کے کاغذ میں اسپارٹو نام کی گھاس کے اجزاء شامل تھے جو ۱۸۴۲ء میں کاغذ میں استعمال نہیں ہوئے تھے۔

ہر شخص کے پسینہ کی بو میں فرق ہوتا ہے مگر اتنا معمولی کہ اس کا فرق محسوس کرنا عموماً ممکن نہیں۔ سائنس دانوں نے انتہائی لطیف آلات کے ذریعہ اس بات میں بھی اتنی ہی کامیابی محسوس کر لی ہے جتنی انگلیوں کے نشانات کی تحقیق میں۔ یہ آلات ہر جسم کی مہک سے اٹھنے والے بخارات کو ناپ سکتے ہیں۔ انسانی ہڈیوں کے بارے میں طب اور سائنس نے مل کر اتنی حیرت انگیز ترقی کی ہے کہ وہ دبے ہوئے پرانے انسانی ڈھانچوں یا ہڈیوں کے سہارے اس فرد کی جسمانی ساخت، عمر، رنگ، بیماریوں وغیرہ کا پتہ لگا لیتے ہیں جس کی وہ ہڈیاں ہوں اور ہڈیوں کی قدامت کا صحیح پتہ بھی لگ جاتا ہے۔ جرم کی دُنیا میں دفنائی ہوئی لاشوں یا اچانک مل جانے والی ہڈیوں پر اس قسم کے تجربہ کر کے ایسے پُرانے اور حیرت انگیز جرائم کا پتہ لگایا گیا ہے جن کا پتہ لگنا عام طور سے ممکن نہیں تھا۔ صرف ایک دانت کے مل جانے پر انگلینڈ کی پولیس نے ہنری ڈیکن کو بیس سال قبل ہوئے مسز ڈیکن کے قتل کے سلسلہ میں ماخوذ کر لیا تھا۔ اور اسپتالوں کے ریکارڈ، مسز ڈیکن کے مسکراتے ہوئے فوٹو سے دانت کا فوٹو انلارجمنٹ وغیرہ کی ایک لمبی کہانی بنی تھی مگر ڈیکن کو بالآخر اعتراف کرنا ہی پڑا تھا کہ اس نے اپنی بیوی کو قتل کیا تھا۔ ایک گڑھے سے دو بنڈلوں میں انسانی اعضاء پا کر سکاٹ لینڈ کی پولیس نے ایک عجیب کام کیا تھا۔ دونوں بنڈلوں میں دو انسانوں کے کچلے ہوئے سر اور مسخ شدہ چہرے تھے۔ اعضاء کو کاٹ کر ملا جلا کر بنڈل میں پیک کیا گیا تھا۔ مگر ڈاکٹروں اور سائنس دانوں نے ریزہ ریزہ کھوپڑیوں کو جوڑ کر مکمل کر ہی لیا تھا۔ اور جسم و چہرے سے غائب شدہ حصوں کو پلاسٹک سرجری سے مکمل کر کے دونوں جسموں کو مکمل کر ہی لیا تھا۔ بڑی پیچیدہ تحقیقات کے بعد یہ معلوم ہو گیا تھا کہ دونوں مقتول افراد عورتیں تھیں جن میں ایک کی عمر ۳۲ — ۴۰ سال اور دوسری کی تقریباً بیس سال تھی اور یہ کہ ان کا قتل دو ہفتہ قبل کیا گیا تھا۔ دو ہفتہ پہلے ہی ایک ڈاکٹر مسٹر رکسٹن کی بیوی اور ملازمہ کے اچانک غائب ہونے کی رپورٹ درج کرائی گئی تھی۔ مسٹر رکسٹن سے شبہ کا اظہار کیا گیا تو اس نے انتہائی غصہ کے عالم میں پولیس پر توہین اور ہرجانہ کا دعویٰ کرنے کی بات کی مگر ڈاکٹر کے باغ سے ایک خون آلود چاقو پر لگے خون کی ریڈیائی تحقیقات نے بھرم کھول دیا۔ اور ڈاکٹر صاحب کو اعتراف کرنا ہی پڑا کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حسد اور ملازمہ کو خوفِ انکشاف کی وجہ سے قتل کر کے صفائی کے ساتھ شناخت کو ناممکن بنانے کی کوشش کی تھی۔ اس کیس میں سائنسدانوں نے مسز رکسٹن کے ادھورے مردہ جسم کی بنیاد پر ربڑ کا ایک مجسمہ بھی تیار کیا تھا جس پر مسز رکسٹن کے دستانے موزے اور کپڑے بالکل فٹ آ گئے تھے۔

جہاں سائنس داں اتنے ہوشیار ہیں وہاں مجرم بھی نئے نئے طریقے نکالتے ہیں۔ ۱۹۴۹ء میں ایک عجیب مجرم نے اپنے شکاروں کو تیزاب کے بڑے بڑے طشتوں میں ڈال کر اس طرح گلانا شروع کر دیا تھا کہ چند دن کے بعد ان کا پُورا جسم تیزاب کی تہہ میں بیٹھی ہوئی گرد کے علاوہ کچھ نہیں رہ جاتا تھا۔ اس کی بدقسمتی تھی کہ پولیس نے اس کے تہ خانہ سے ایک ۳/۴ گلی لاش کو برآمد کیا۔ پولیس کے لئے تو یہ ناممکن تھا کہ وہ مقتول کو شناخت کر سکے مگر سائنس کے جدید طریقوں سے اور تہ خانہ میں ایک برس کی موجودگی اور اس میں پائی جانے والی چیزوں کی تحقیق سے پتہ لگا ہی لیا گیا تھا کہ قتل ہونے والی عورت کون تھی۔

آج امریکہ کے اور سکاٹ لینڈ یارڈ کے افسروں کے پاس ایسے سیٹ ہیں جن میں مختلف قسم کی نسلوں اور جسمانی ساخت رکھنے والے لوگوں کے مصنوعی آنکھ ناک، دانت، بال، ڈاڑھی، مونچھ وغیرہ کے تفصیلی حصے ہوتے ہیں یا فوٹوؤں کے ٹکڑے اور وہ مقتول کے چہرے کا ذرا سا حصہ مل جانے پر اس کا پورا چہرہ اپنے سیٹوں کے اعضاء کو پُرزوں کی طرح جوڑ کر مکمل کر سکتے ہیں۔ آج ایک ایسی مشین بھی بنا لی گئی ہے جو بیان دیتے ہوئے مجرم کے سینہ سے وابستہ کر دی جاتی ہے۔ اور جب مجرم اپنے بیان میں یا کسی سوال کے جواب میں کسی بات کو چھپانا یا غلط بتانا چاہتا ہے تو اس کے دل کی دھڑکن کو ریکارڈ کر کے اس کے جھوٹ بولنے کا پتہ لگا لیا جاتا ہے۔ یہ مشین اس حقیقت کی بنیاد پر ایجاد کی گئی تھی کہ پکے سے پکا مجرم اپنے الفاظ اور چہرے پر تو قابو رکھ سکتا ہے مگر ضمیر اور دل پر نہیں!

اگست ۱۹۵۱ء میں لندن میں ۱۹ سالہ نوجوان ملزم نے ایک بڑھیا کو قتل کر کے خود ہی پولیس کو فون پر اطلاع دی کہ اس نے ایک لاش دیکھی ہے اور اگر اس کو ڈھائی سو پونڈ دینے کا وعدہ کیا جائے تو وہ اس کی اطلاع اور قاتل کی شناخت فراہم کر سکتا ہے۔ فون پر بات کرنے والے پولیس افسر کے دل میں ایک خیال اچانک ابھرا اور اس نے ایک طرف فون کرنے والے کو الجھائے رکھا۔ اور دوسری طرف سپاہی کو بھیج کر اور ٹیلیفون ایکسچینج کی مدد لے کر ٹیلیفون کرنے والے کو پکڑوا لیا۔ ادھر جنگل کی لاش بھی مل گئی۔ اور اس کے ہاتھ میں دبی ہوئی قاتل کے سوٹ کی ذرا سی اُون نے سائنسی ثبوت فراہم کر کے اس نوجوان کو پھانسی پر پہنچا دیا۔

ہاتھ کی لکیروں کی طرح انسانوں کے ناخنوں پر بنی لکیریں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں لیکن ان کو دیکھنا سمجھنا اتنا لطیف کام ہے جو مختلف قسم کی سائنسی شعاعوں (الٹرا وائلٹ، ایکسرے، سپیزر) وغیرہ سے ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ آج کسی راہگیر کو مار کر بھاگ جانے والے ڈرائیور صرف اس ربڑ کے ذریعہ پکڑے جا سکتے ہیں جو بریک لگانے کی وجہ سے گھستے ہوئے ٹائر سے الگ ہو کر نامعلوم طریقہ پر سڑک پر چپک جاتی ہے۔ موٹر کے رنگ کے حصہ یا کسی اور چھوٹی موٹی چیز سے بھی مذکورہ بالا شعاعوں کے ذریعہ کئے جانے والے تجربات سے مفرور موٹر کا پتہ لگانے میں مدد ملتی ہے۔ آج مجرم کے اوزاروں پر لگے تجوری کے لوہے کے ذرات یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ وہ ٹوٹی ہوئی تجوری کا حصہ تھے۔ یہ سب کچھ حیرت انگیز ہے لیکن سائنس داں تو ایسی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ جو ان باتوں سے کہیں زیادہ محیر العقول ہیں۔ مثلاً کسی ایسے شخص کی شبیہ حاصل کر لینا جو چند لمحات پہلے اس جگہ موجود تھا یا اُن الفاظ کو گرفتار کر کے ریکارڈ کرنا جو کچھ دیر قبل بولے گئے ہوں اور فضا میں تحلیل ہو چکے ہیں۔

سائنسدانوں کو یہ سب کچھ اس لئے کرنا پڑ رہا ہے کہ آج کے مجرم بھی انتہائی چالاک اور محتاط ہوتے جا رہے ہیں۔ وہ بھی سائنس کا سہارا لے کر اس صفائی سے جرم کر رہے ہیں کہ کسی ثبوت کا فراہم ہونا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ جہاں گیسوں اور کیمیکل اجزاء سے جرائم کی تحقیقات ہوتی ہے وہیں مجرم ان کے سہارے اس طرح قتل کرتے ہیں کہ قتل محض اتفاق، خودکشی یا کچھ اور لگے قتل نہیں۔ جہاں مختلف قسم کی شعاعوں سے مجرم کے لباس یا جسم کے معمولی حصے کی تحقیق کی جاتی ہے وہیں مجرم انہیں شعاعوں سے مضبوط سے مضبوط فولادی الماریوں کو سیکنڈوں میں کاٹ ڈالتے ہیں۔ غرضیکہ سائنس اور جرم میں ایک مقابلہ ہے اس میں کون جیتتا ہے یہ وقت ہی بتائے گا۔ جرم اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتا جب تک انسان کسی صالح عقیدہ کی بناء پر جرم کو دل سے بُرا نہ کہنے لگے۔

(بشکریہ الجمعیۃ دہلی)

○

خط و کتابت کرتے ہوئے
اپنا خریداری نمبر ضرور تحریر کیجئے
(منیجر بدر)

ربوہ میں خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا تیسواں (۳۰) سالانہ اجتماع

بقیہ صفحہ (۶)

اپنا مبارک خطاب شروع فرمایا۔ اور سورہ تین کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا، اس سورۃ میں چار انقلابات کا ذکر کیا گیا ہے۔ پہلے انقلاب کی علامت التین بیان کی گئی ہے اور یہ انقلاب حضرت آدمؑ سے شروع ہو کر حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ تک رہا۔ درمیان میں جو انبیاء کرام ہوئے انہوں نے ایک طرف اس انقلاب کو کامیاب بنانے کے لئے کوشش کی۔ اور دوسری طرف دوسرے انقلاب کے لئے لوگوں کو تیار کیا۔ اس انقلاب کے ذریعہ بنو آدم کو گنہ کا احساس دلایا گیا۔ ان کے ننگ یعنی گناہ کی طرف میلان کو ظاہر کیا گیا۔ اور ہدایت کی گئی کہ تم اس ننگ کو ڈھانپو، ورنہ تم گنہ گار ہو کر رہ جاؤ گے۔ اور اس طرح اپنا مقصد حاصل نہیں کر سکو گے۔ اس انقلاب میں تین باتیں خاص طور پر ممتاز نظر آتی ہیں۔ (۱) شیطان کو یہ ڈھیل دی گئی کہ رُوحانی انقلاب کو ناکام بنانے کے لئے وہ جو جی چاہے کرے۔ اس پر وہ گرفت نہیں آئی جو نوحؑ کے زمانہ میں اس پر آئی۔ گویا اللہ تعالےٰ نے اعلان فرمایا کہ میں اس پہلے انقلاب کو بغیر گرفت کے کامیاب کر دوں گا۔ (۲) حضرت آدمؑ پر جو ہدایت نازل ہوئی وہ گو رُوحانی ترقیات کے لئے تھی لیکن اس میں معاشرہ انسانی پر زیادہ زور دیا گیا تھا۔ (۳) مادی ضروریات کا اس انداز میں خیال رکھا جاتا تھا کہ آبادی کی تقسیم کے نتیجہ میں نفرت پیدا نہ ہو۔

دُوسرا انقلاب

دوسرا انقلاب جس کا اس سورۃ میں ذکر کیا گیا ہے وہ حضرت نوح علیہ السلام سے شروع ہوا۔ اس انقلاب کی علامت زیتون بیان کی گئی ہے۔ اس انقلاب میں جو چیز نمایاں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ خدا نے شیطان سے کہا کہ میں تمہیں ایک حد تک ڈھیل دے سکتا ہوں۔ لیکن اگر تو سمجھتا ہے کہ میرے بندوں کو میرے رستہ سے ہٹا دیگا اور اور انہیں ہلاک کر دیگا۔ تو میں تجھے ایسا نہیں کرنے دوں گا۔ کہتے ہیں کہ طوفانِ نوح کے دوران کشتی نوح کے پاس سے ایک فاختہ گذری جس کے مُنہ میں زیتون کی ٹہنی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فاختہ اور زیتون کی ٹہنی سے دو اندازے لگائے۔

۱۔ ان کے قریب ہی خشکی ہے جس پر وہ آباد ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ فاختہ کی پرواز چند میل سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔

۲۔ یہ کہ اس خشکی پر زیتون موجود ہے جو بہت عمدہ غذا ہے۔

یہ انقلاب انسانی ذہن اور قویٰ کو ایک درجہ اور آگے لے گیا اور اس نے لوگوں کو تیسرے انقلاب ... قبول کرنے کے لئے تیار کیا۔ اس دوسرے انقلاب کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تک ممتد ہے۔ درمیان میں بہت سے انبیاء آئے جن کی بعثت کی دو اغراض تھیں۔

۱۔ یہ کہ اس انقلاب کو کامیاب بنانے کے لئے جدوجہد کریں۔ ۲۔ اور تیسرے انقلاب کو قبول کرنے کے لئے انسانی ذہن کو تیار کریں۔ اس انقلاب کے بعد انسان کی آبادی جو ایک جگہ اکٹھی تھی۔ اس میں انتشار اور وسعت پیدا ہوئی۔

تیسرا انقلاب

تیسرا انقلاب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں پیدا ہوا۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک رہا۔ اس رُوحانی انقلاب کی علامت سورۃ التین میں طُوْرِ سِیْنِیْنَ بیان کی گئی ہے۔ اس انقلاب میں بعض چیزیں نمایاں نظر آتی ہیں۔ ۱۔ دشمنانِ دین کے مقابلہ میں زیادہ طاقت نظر آتی ہے۔ (۲) حضرت نوح علیہ السلام کے انقلاب کے زمانہ میں جو کشتی کے لوگ منتشر ہو گئے تھے وہ اس زمانہ تک قوموں کی شکل اختیار کر گئے اور صرف قوم ہی نہیں بنے بلکہ ان میں سے نیشنلزم کا رنگ نمایاں ہو گیا۔ (۳) حضرت نوحؑ کے زمانہ میں جو ایک قوم تھی وہ اب کئی ایک مخالفت کرنے والی، ایک دوسرے پر سبقت لے جانے والی اور ایک دوسرے کے حقوق کو پامال کرنے والی قوموں کے رنگ میں آگئی۔

چوتھا انقلاب

چوتھا انقلاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بپا ہوا۔ اور یہی وہ انقلاب ہے جس کے لئے تیار کرنے کے لئے پہلے تینوں انقلاب آئے۔ یہ عظیم انقلاب مادی دنیا میں بھی آیا اور رُوحانی دنیا میں بھی آیا۔ کیونکہ اس میں مادی دُنیا اور رُوحانی دُنیا کو اس طرح سمو دیا گیا ہے ان میں ایسا امتزاج پیدا کر دیا گیا ہے کہ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً کی تفسیر انسان کو نظر آتی ہے۔ اور اس انقلاب کا عظیم مقصد یہ تھا کہ دُنیا توحید سے اس طرح بھر جائے جیسے سمندر پانیوں سے بھرا ہوا ہے۔

ان چاروں انقلابات کا سورہ فاتحہ میں بیان کردہ چار الٰہی صفات یعنی ربوبیت۔ رحمانیت رحیمیت اور مالکیت یوم الدین سے گہرا تعلق ہے

موجودہ مادی انقلابات

حضور نے موجودہ دنیوی اور مادی تحریکات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا، سرمایہ داری، اشتراکیت اور سوشلزم (چین) کے تینوں انقلابات بھی لوگوں کو اس عظیم انقلاب کے لئے تیار کرنے کے لئے آئے ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بپا ہوا۔ سرمایہ داری کے دَور میں ریلیں جاری ہوئیں ہوائی جہاز اور سمندری جہاز بنائے گئے۔ تار اور ٹیلی فون کی ایجادات ہوئیں صنعتی انقلاب بپا ہوا مطبع ایجاد ہوا۔ اور یہ ساری وہ چیزیں ہیں جن کی اسلامی انقلاب کے لئے ضرورت تھی۔ اشتراکیت کے نظام نے جہاں مذہب پر حملہ کیا اور خدا کا انکار کیا وہاں اس نے اسلام کی مخالف مستشرقین کی فوج کو بھی تہس نہس کر دیا۔ سوشلزم کا انقلاب اشتراکی انقلاب سے بڑا مختلف ہے۔ اس انقلاب کے بپا کرنے والوں نے خدا کا اقرار تو نہ کیا لیکن لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ کی تعلیم پر عمل کروایا۔ کیونکہ اس میں کہا گیا ہے کہ چین میں رہنے والے اپنے عقائد آزادی سے رکھ سکیں گے۔ اور ان پر عمل بھی کر سکیں گے۔ گویا جسمانی۔ ذہنی۔ اخلاقی اور روحانی چاروں بنیادی صفات میں سے پہلی دو صفات کو اشتراکیت نے پہچانا اور ان پر اتنا زور دیا کہ مغرب کہنے لگا کہ بہت سے میدانوں میں روس اُن سے آگے نکل گیا ہے، سوشلزم ایک درجہ اور آگے بڑھی۔ اس نے کہا کہ اخلاق کے بغیر ہم ترقی نہیں کر سکتے۔ گویا سوشلزم کا انقلاب انسانی ذہن کو ایک درجہ اور آگے لے آیا۔ غرض یہ تینوں انقلاب ایک طرح سے اسلامی انقلاب کے مُمد و معاون ہیں۔

اسلامی جنگ کے ہتھیار

حضور نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا، جیسا کہ میں نے بتایا ہے لوگوں کو عظیم انقلاب یعنی اسلامی انقلاب کے قریب تر لانے کے لئے اللہ تعالےٰ نے تین انقلاب بپا کئے۔ یہ تینوں انقلاب انسانی ذہن کو اس حد تک لے آئے ہیں جہاں سے رُوحانی بادشاہت نے دنیا کو اپنے حلقہ میں لے لینا تھا۔ اس لئے تمہارے سامنے جو اصل چیز ہے وہ یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج کا ایسا سپاہی بنیں جو اسلام کی جارحانہ جنگ لڑ سکے۔ اور اس کے لئے جو ہتھیار تمہیں دیئے گئے وہ مادی نہیں بلکہ رُوحانی ہیں۔ اور وہ ہتھیار قرآنی ہدایت اور قرآنی انوار ہیں۔ قرآنِ کریم پر غور و فکر کرکے اور اس کی ہدایات سے کام لیتے ہوئے آگے بڑھنا تمہارا کام ہے۔ تم فکر سے کام لو۔ اور فکری اتحاد پیدا کرو۔ اور صحیح نتائج دعاؤں اور کوشش سے حاصل کرو۔ پھر زندگی کی تجربہ گاہ میں عملاً تجربہ کرو۔ تا علیٰ وجہ البصیرت اسلامی مساوات کے پیغام کو دُنیا تک پہنچا سکو۔ تم آرام سے سو نہیں سکتے کیونکہ اس کام کے لئے مہینوں کی نہیں سالوں کی ضرورت ہے۔ تقویٰ کو ڈھال بناؤ۔ کیونکہ اس روحانی فوج کو جس کا آپ نے سپاہی بننا ہے دشمن سے حفاظت کے لئے تقویٰ کی ڈھال دی گئی ہے۔ اگر تم تکبر اور خود نمائی سے کام لو گے تو یہ ڈھال تمہارے کام نہیں آئے گی۔ پس تم تقویٰ کی ڈھال کو پاس رکھو۔ اسلامی تعلیم سے ہتھیار بند ہو جاؤ اور ساری دُنیا پر حملہ کرنے کی طاقت پیدا کرو۔ اگر تم نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی فوج کا سپاہی بننا ہے تو آؤ آج یہ عہد کرکے یہاں سے اٹھو کہ قرآنِ کریم کے حکم اور تنبیہ کے مطابق (لَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً" جنگ کرنی ہے تو اس کے لئے تیاری بھی کرنی پڑتی ہے) تم عمل کرو گے کیونکہ جس شخص نے سپاہی بننا ہوتا ہے اس کے لئے سپاہی کی صفات کو پیدا کرنا ضروری ہے۔ پھر یہ عہد محض زبانی نہ ہو بلکہ تمہیں عمل کرکے دکھانا پڑے گا۔ اس رستہ میں تکالیف بھی آئیں گی۔ مصائب کا سامنا بھی کرنا پڑے گا۔ لیکن ان سے گھبرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ بغیر امتحان لئے اور ابتلاؤں میں ڈالے اپنی رضا کی جنتوں کا وارث نہیں بناتا۔ پھر جتنا بڑا کام ہوگا۔ اتنا ہی بڑا امتحان بھی ہوگا۔ اس روحانی جنگ میں حصہ لینے کے لئے تمہیں ظاہری ہتھیاروں کی ضرورت نہیں اور نہ یہ ہتھیار تمہارے پاس موجود ہیں۔ تمہاری تیاری یہ ہے کہ قرآن کریم کے ہتھیار سے لیس ہو جاؤ اور بداخلاقی سے بچنے کے لئے تقویٰ کو اپنی ڈھال بنا لو۔ پھر خدا تعالیٰ سے ذاتی محبت پیدا کرو کیونکہ تم نے اسلام کا جھنڈا گھر گھر، قریہ قریہ، شہر شہر، ملک ملک میں گاڑنا ہے۔ تم خدا تعالےٰ سے ایسی محبت اور تعلق پیدا کرو کہ وہ خود بلا کر تمہیں اسلام کا جھنڈا دے تا ہماری زندگی کا مقصد پورا ہو۔ تا ہماری یہ خواہش پوری ہو جائے کہ ہماری زندگی میں اسلام کو غلبہ نصیب ہو اور تا دوسری قوموں کو یہ پتہ لگ جائے کہ وہ غلطی پر ہیں اور وہ تمہارے پاس آئیں اور تمہارے نمونہ کو دیکھ کر صداقت قبول کریں اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔

میری دُعا ہے اور ہمیشہ رہے گی اور تمہاری بھی دُعا ہے اور ہمیشہ رہے گی کہ خدا کرے ایسا ہی ہو۔

اس کے بعد حضور نے خدام الاحمدیہ کا عہد دُہروایا اور لمبی اور پُرسوز دُعا کروائی جس کے ساتھ خدام الاحمدیہ کا تیسواں سالانہ اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہو گیا۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک۔

زکوٰۃ کی ادائیگی اَموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے

لجنہ اماء اللہ کی پچاس سالہ تقریب بموقعہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۷۲ء

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دسمبر ۱۹۷۲ء میں لجنہ اماء اللہ کے قیام پر پورے پچاس سال ہو جائیں گے۔ اس خوشی میں لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی طرف سے جلسہ سالانہ کے موقع پر ۱۹ر دسمبر کو مستورات کا علیحدہ جلسہ کیا جا رہا ہے۔ اس دن کا سارا پروگرام ایسی تقریروں پر مشتمل ہوگا جن میں لجنہ کی پچاس سالہ تاریخ کے متعلق واقعات کا تذکرہ اور ابتدائی کارکنات کے حالاتِ زندگی اور قربانیوں کا ذکر ہوگا۔

اس موقع پر بہنوں سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں مرکز قادیان میں آنے اور لجنہ اماء اللہ کی پچاس سالہ تقریب میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔ یا کم از کم اپنی لجنہ کی طرف سے ایک نمائندہ ضرور بھجوائیں۔ بھارت کی لجنات کی جو بہنیں اور بچیاں اس موقع پر تقریر میں حصہ لینا چاہیں وہ جلد از جلد اپنے نام بھجوا دیں تاکہ ان کو عنوان بھجوا دیا جائے۔

امۃ القدوس صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

چندہ جلسہ سالانہ کی سو فیصدی ادائیگی جلسہ سالانہ سے قبل کیجانی ضروری ہے

جلسہ سالانہ کے مبارک ایام میں اب صرف ایک ماہ باقی ہے۔ امید ہے کہ احباب جماعت اس میں شرکت کے لئے تیاری کر رہے ہوں گے۔ چندہ جلسہ سالانہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک سے جاری ہے۔ اور اس کی شرح ہر دوست کی سال میں ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ مقرر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی تعمیل میں اس چندہ کی سو فیصدی ادائیگی جلسہ سالانہ سے قبل ہونی از بس ضروری ہے تاکہ جلسہ کے کثیر اخراجات کا انتظام بروقت سہولت کے ساتھ ہو سکے جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی چند جماعتوں نے تاحال اس چندہ کی ادائیگی کی طرف کماحقہ توجہ نہیں دی۔ اور بعض جماعتیں ایسی بھی ہیں جن کی طرف سے اس مد میں ابھی تک کوئی رقم وصول نہیں ہوتی۔

لہذا جملہ احباب جماعت و عہدیداران مال و مبلغین کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کی طرف خاص توجہ دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

لازمی چندوں کا تارک یقیناً خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہوگا

ہر جماعت کے ہر فرد کو یہ عزم کر لینا چاہیئے کہ ۳۰ر اپریل ۱۹۷۳ء تک بجٹ کو پورا کرنا ہے۔ یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ چندہ عام۔ حصہ آمد۔ چندہ جلسہ سالانہ جماعتی طور پر لازمی اور ضروری چندے ہیں۔ اور سب سے مقدم ہیں۔ کیونکہ ان کی بنیاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود رکھی ہے۔ اور ان کی باقاعدگی کے لئے تاکید کرتے ہوئے حضور نے یہاں تک فرمایا ہے کہ:-

"جو شخص تین ماہ تک چندہ ادا نہ کرے گا اس کا نام سلسلہ بیعت سے کاٹ دیا جائے گا۔ اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہ رہ سکے گا۔"

اس لئے عہدیداران و سیکرٹریان مال اور مبلغین کرام کو خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ احباب جو دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے خدا کے دین کے لئے وعدوں کو پورا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق بخشے آمین۔ ناظر بیت المال آمد قادیان

قادیان میں عید الفطر کی مبارک تقریب (بقیہ صفحہ اوّل)

بقیہ صفحہ اوّل

اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کی طرف دعوت دی اس سے ساری دنیا جلد از جلد واقف و آگاہ ہو کر اس ذاتِ قدوس سے اپنا حقیقی تعلق پیدا کرے۔ اور خدا تعالیٰ ہماری زندگیوں میں وہ دن لے آئے کہ اسلام ساری دنیا میں مقبول دین بن جائے۔

اس وقت خدا تعالیٰ کی قدرت مختلف طریقوں پر جلوہ افروز رہی ہے۔ دنیا تباہی کے گڑھے کے کنارے کھڑی ہے۔ ایک ہی سچا وجود ہے جس سے تعلق قائم کر کے یہ دنیا اپنے آپ کو تباہی سے بچا سکتی ہے۔ یہ وہ بات ہے جو آج سب لوگوں تک پہنچانے کی ہے۔ اے خدا تو ہمارے دلوں میں ایسی تبدیلی پیدا کر دے جس سے تیری رضا نصیب ہو۔ اور ایسے اعمال کی توفیق دے جو تیری خوشنودی کا باعث ہوں اور تیری توحید کو اکنافِ عالم میں پھیلانے اور زیادہ سے زیادہ افراد تک اس حقیقت کو پہنچانے کی سعادت حاصل ہو۔

آخر میں محترم صاحبزادہ صاحب نے اجتماعی دعا کی اور بعد میں سب کو شرفِ مصافحہ و معانقہ بخشا اور تمام احباب بھی ایک دوسرے کو عید مبارک کا ہدیہ پیش کرتے ہوئے خوش و خرم اپنے اپنے گھروں کو لوٹے۔ صبح کے وقت تمام مقامی احباب کو لنگر خانہ سے عید کا کھانا ایک مخلص دوست کے خرچ پر اجتماعی طور پر مہیا کیا گیا جس کی تیاری و تقسیم حضرت امیر صاحب مقامی کی ہدایت و نگرانی میں کی گئی۔ بعد نماز عصر خدام میں والی بال کا دوستانہ میچ ہوا اور اس طرح عید کا یہ دن مسنون طریق سے شروع ہو کر خوشی اور مسرت اور خصوصی دعاؤں کے ساتھ ختم ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

دورہ مکرم مولوی سراج الحق صاحب جماعتہائے احمدیہ آندھرا پردیش و میسور

جماعت ہائے احمدیہ آندھرا پردیش و میسور کی مندرجہ ذیل جماعتوں کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی سراج الحق صاحب بطور انسپکٹر وقفِ جدید مورخہ ۱۶/۱۱ کو چندہ وقفِ جدید کی وصولی اور حصولِ وعدہ جات کے لئے روانہ ہو رہے ہیں۔ آپ کا دورہ ظہیر آباد سے شروع ہوگا۔ جملہ عہدیداران اور احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ موصوف سے کماحقہ تعاون فرما کر دورہ کو کامیاب بنائیں ——— ظہیر آباد۔ چندہ پور۔ حیدر آباد۔ سکندر آباد۔ وڈمان۔ چنتہ کنٹہ۔ کرنول۔ اوٹکور۔ یادگیر۔ تیماپور۔ شوراپور۔ اور دیودرگ۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن ۵۸/۱ فیرس لین کلکتہ ۱۲

کروم لیدر اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں۔

Azad TRADING CORPORATION,
58/1 PHEARS LANE CALCUTTA -12.

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

کہ میرا یہ بھی فرض ہے کہ جو کچھ مجھے دیا گیا وہ دوسروں کو بھی دوں۔ اور دعوتِ مولیٰ میں ان سب کو شریک کروں جو ازل سے بلائے گئے ہیں اور یہی اسباب کی رعایت سے لوگوں کو تحریک کرتا ہوں کہ مدد دیں۔

تحریک جدید کا مالی سال شروع ہو چکا ہے۔ احباب جلد وعدے بھجوانے اور ادائیگی کرنے کی طرف خاص توجہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو حسناتِ دارین سے نوازے۔ آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

یہ مت خیال فرمائیے

کہ آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پرزہ نہیں مل سکا تو وہ پرزہ نایاب ہو چکا ہے آپ فوری طور پر ہمیں لکھئے یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ ہم سے رابطہ پیدا کیجئے۔ کار اور ٹرک پٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے ہمارے ہاں ہر قسم کے پرزے دستیاب ہو سکتے ہیں۔

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ:- "Autocentre" — فون نمبرز:- 23-1652، 23-5222